عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY

KHATM-E-NUBUWWAT

KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۲۰ | ۲۹ رمضان تا ۱۲ شوال المکرم ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۴ تا ۲۷ دسمبر ۲۰۰۱ء | شمارہ نمبر ۳۱/۳۲

قیمت [illegible] روپے

عید مبارک

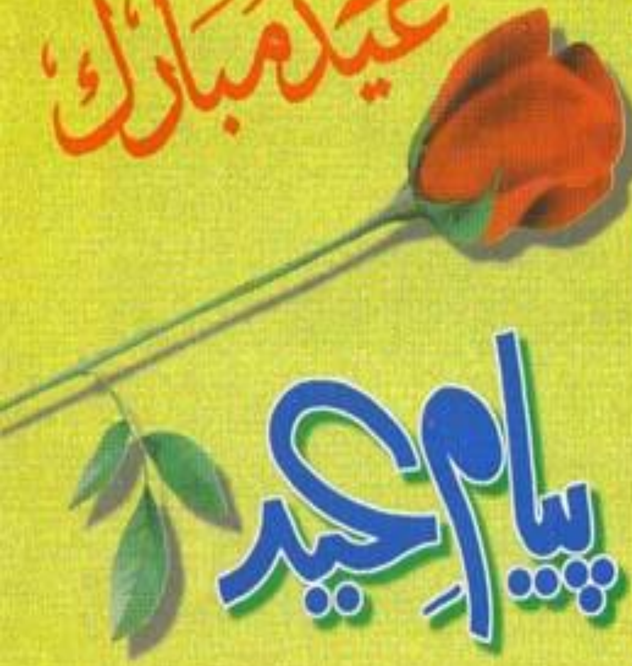

پیامِ عید

قادیانیت کی اسلام دشمنی

توضیح و تشریح

الحفیظ جل جلالہ

صدقۃ الفطر کے احکام

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

نمازِ عیدین کی نیت:

س:.....نمازِ عیدین کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟

ج:.....نمازِ عید کی نیت اس طرح کی جاتی ہے کہ میں دو رکعت نمازِ عید الفطر یا عیدالاضحی واجب مع تکبیراتِ زائد کی نیت کرتا ہوں۔

بغیر شرعی عذر نمازِ عید مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے:

س:.....نمازِ عید کا مسجد میں پڑھنا کیسا ہے؟

ج:.....بغیر عذر کے عید کی نماز مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے۔

قبولیت کا دن کس ملک کی عید کا ہوگا؟

س:.....مسئلہ یہ ہے کہ چونکہ کرۂ ارض پر عید مختلف دنوں میں ہوتی ہے جیسا کہ اس سال سعودیہ میں عید تین دن پہلے ہوئی، اس لئے آپ مہربانی فرماکر یہ بتائیں کہ قبولیت کا دن کس ملک کی عید پر ہوگا؟

ج:.....جس ملک میں جس دن عید ہوگی اس دن وہاں اس کی برکات بھی حاصل ہوں گی۔ جس طرح جہاں فجر کا وقت ہوگا وہاں اس وقت کی برکات بھی ہوں گی اور نمازِ فجر بھی فرض ہوگی۔

رمضان میں ایک ملک سے دوسرے ملک جانے والا عید کب کرے؟

س:.....بکر سعودیہ سے واپس پاکستان آیا وہاں روزہ دو دن پہلے رکھا گیا تھا اب جبکہ پاکستان میں ۲۸ روزے ہوں گے اس کے ۳۰ روزے ہوجائیں گے، اب وہ سعودیہ کے مطابق عید کرے گا یا کہ پاکستان کے مطابق؟ یہ بھی واضح کریں کہ بکر نے سعودیہ کے مطابق روزہ رکھا جس دن وہاں عید ہوگی اس دن وہ روزہ رکھ سکتا ہے یا کہ نہیں؟ دو روزے جو زیادہ ہوجائیں گے وہ کس حساب میں شمار ہوں گے؟

ج:.....عید تو وہ جس ملک (مثلاً پاکستان) میں موجود ہے، اسی کے مطابق کرے گا، مگر چونکہ اس کے روزے پورے ہوچکے ہیں اس لئے یہاں آکر جو زائد روزے رکھے گا وہ نفلی شمار ہوں گے۔

عید کی نماز میں اگر امام سے غلطی ہوجائے تو کیا کرے؟

س:.....اگر عید الفطر یا عیدالاضحی کی نماز پڑھاتے ہوئے امام سے کوئی غلطی ہوجائے تو نماز دوبارہ لوٹائی جائے گی یا سجدہ سہو کیا جائے گا؟

ج:.....اگر غلطی ایسی ہو جس سے نماز فاسد نہیں ہوتی تو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں، اور فقہا نے لکھا ہے کہ عیدین میں اگر مجمع زیادہ ہو تو سجدہ سہو نہ کیا جائے کہ اس سے نماز میں گڑبڑ ہوگی۔

اگر عیدین میں تکبیریں بھول جائیں تو؟

س:.....عیدین کی نماز میں اگر امام نے چھ تکبیریں بھول کر اس سے زیادہ یا کم تکبیریں کہیں اور اس کا بعد میں احساس ہوا تو کیا نماز توڑ دینی چاہئے یا جاری رکھنی چاہئے؟

ج:.....نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرلیا جائے۔ بشرطیکہ پیچھے مقتدیوں کو معلوم ہوسکے کہ سجدہ سہو ہو رہا ہے، اور اگر مجمع زیادہ ہونے کی وجہ سے گڑبڑ کا اندیشہ ہو تو سجدہ سہو بھی چھوڑ دیا جائے۔

خطبہ کے بغیر عید کا کیا حکم ہے؟

س:.....اگر کوئی امام عید کی نماز کے بعد خطبہ پڑھنا بھول جائے یا نہ پڑھے تو کیا عید کی نماز ہوجائے گی؟ اگر ہوجائے گی تو خطبہ چھوڑنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج:.....عید کا خطبہ سنت ہے اس لئے عید خلافِ سنت ہوئی۔

نمازِ عید پر خطبہ، دعا اور معانقہ:

س:.....کیا عید پر گلے ملنا سنت ہے؟

ج:.....یہ سنت نہیں، محض لوگوں کی بنائی ہوئی ایک رسم ہے اس کو دین کی بات سمجھنا اور نہ کرنے والے کو لائقِ ملامت سمجھنا بدعت ہے۔

س:.....خطبہ عید نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے یا نماز کے بعد؟ دعا نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد کرنی چاہئے؟

ج:.....عید کا خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے دعا بعض حضرات نماز کے بعد کرتے ہیں اور بعض خطبہ کے بعد، دونوں کی گنجائش ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور فقہاء سے اس سلسلہ میں کچھ منقول نہیں۔

عیدین کی جماعت سے رہ جانے والا شخص کیا کرے؟

س:.....اگر کوئی عید الفطر یا عیدالاضحی کی نماز باجماعت نہ پڑھ سکے تو کیا وہ شخص گھر میں یہ نماز ادا کرسکتا ہے یا اس نماز کے بدلے میں کسی شخص کو کھانا وغیرہ کھلا دیا جائے تو کیا نماز پوری ہوجائے گی یا نہیں؟

ج:.....عید کی نماز کی قضا نہیں، نہ اس کا کوئی کفارہ ادا کیا جاسکتا ہے، صرف استغفار کیا جائے۔

☆☆ ☆☆

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مفتی محمد جمیل خان
مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ
سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہم

جلد: ۲۰ ۲۹ رمضان تا ۱۲ شوال المکرم ۱۴۲۲ھ بمطابق ۱۴ تا ۲۷ دسمبر ۲۰۰۱ء شمارہ: ۳۰، ۳۱

☆بیاد☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر، مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

	(اداریہ)	4
پیام عید	(شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)	6
قادیانیت کی اسلام دشمنی	(حضرت مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری)	8
توضیح و تشریح الحفیظ جل جلالہ	(مولانا محمد اشرف کھوکھر)	11
صدقۃ الفطر کے احکام	(حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری)	14
روزہ ایک طبی معجزہ	(ڈاکٹر ہلوک نور باقی)	16
تلاش	(مولانا ابوالکلام آزاد)	19
مرزا غلام احمد قادیانی علامہ اقبال کی نظر میں		7
اے شوق تجلی اے پاؤں ٹھہر	(نسیم حجازی)	25
تعارف قرآن بزبان قرآن	(ڈاکٹر ابوالخیر کشفی)	23

زر تعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۱۶۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۹۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۶۵ روپے
سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت چیک
بینک ایم اے جناح روڈ اکاؤنٹ 300487-9
کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph:583486-514122 Fax:542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph:7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان العید لمن خاف وعید

اللہ تعالیٰ کی عنایات والطاف کا موسم بہار اور سلوک ربانی کا ماہ مقدس اختتام پذیر ہوا' اللہ تعالیٰ نے اپنے بے شمار بندوں کی مغفرت و بخشش کے پروانے جاری کئے ہوں گے' لاکھوں فرزندان توحید عید کے روز مغفرت الٰہیہ کی خوشخبری لے کر گھروں کو لوٹے ہوں گے۔ قابل مبارک باد ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس ماہ مبارک کے آداب وفضائل کا خیال رکھا اور اس کے ایک ایک لمحہ کی قدر کی' مغفرت الٰہی کو اپنے دامن میں سمیٹنے کا اہتمام کیا اور دامن عصیان کو نچوڑ کر توبہ وانابت کا غازہ استعمال کیا اور یا باغی الشر اقصر (اے گناہ کے متلاشی رک جا!) اور یا باغی الخیر اقبل (اے خیر کے متلاشی آگے بڑھ!) کا بھرپور مظاہرہ کیا اور روزہ' رمضان' تراویح' تلاوت' اعتکاف اور شب قدر اور عید کی رات جیسی مقدس عبادات سے حسب مقدور نفع اٹھایا' یہی وہ لوگ ہیں جو صحیح معنی میں عید کی خوشیوں کے مستحق ہیں کیونکہ:

لیس العید لمن لبس الجدید

ان العید لمن خاف وعید

یعنی نئے کپڑے پہن لینے کا نام عید نہیں' عید درحقیقت اس کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی وعیدوں سے ڈر گیا اور جس نے اپنی مغفرت کا سامان کرلیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب ہے کہ ان سے کسی نے عید کے موقع پر عید کی خوشی کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: ''ہماری عید تو اس دن ہوگی جس دن دنیا سے ایمان سلامت لے کر جائیں گے اور اصل عید تو اس دن ہوگی جب نامہ عمل داہنے ہاتھ میں لے کر پل صراط سے گزر کر جنت میں پہنچیں گے۔'' اس کی سند کیسی ہے؟ اس کی تصدیق نہیں' مگر مضمون بہت ہی عمدہ ہے۔ اس لئے کہ یہاں کی کوئی خوشی' خوشی نہیں اور یہاں کا غم' غم نہیں کیونکہ یہاں کی ہر شے کو فنا اور زوال ہے' اندیشہ ہے کہ خوشی کے بعد کوئی مصیبت نہ آجائے۔ حقیقی خوشی اور عید یہ ہے کہ آدمی جہنم کی تکلیف اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے مامون ہو جائے۔ جن لوگوں نے رمضان کے لمحات کی قدر کی' قرآن کریم کی تلاوت سے اپنے اوقات کو معمور کیا' روزہ کا اہتمام کیا' تراویح کی لذت سے شادکام ہوئے' اعتکاف کرکے بارگاہ الٰہی سے اپنی مغفرت کی بھیک مانگ لی اور افطار کے وقت اپنی اور اپنے اعزا واقربا کے لئے دعائیں کرکے افطار کے وقت کی قبولیت دعا کے وعدہ الٰہی سے مستفید ہوئے اور اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے نجات یافتہ بندوں میں شامل کرلیا۔ درحقیقت وہی لوگ عید کی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کا مورد بنائے۔ اس کے برعکس قابل صد افسوس ہیں وہ لوگ جنہوں نے رحمت ومغفرت کی موسم بہار اور جہنم کی آگ سے نجات کے اس ماہ مبارک کی ناقدری کی اور پورے ایک ماہ تک مغفرت عامہ کی پیشکش سے مستفید نہیں ہوئے۔ گناہ کی زندگی چھوڑ کر حسنات کی راہ پر نہیں لگے اور اپنے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی بلکہ وہ سمندر کے کنارے بیٹھ کر پیاسے کے پیاسے رہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت جبریل علیہ السلام نے ہلاکت وبربادی کی بددعا فرمائی ہے۔ (واللہ اعلم) غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص رمضان المبارک جیسے مہینہ میں بھی اپنی مغفرت نہ کرا سکا ہو وہ اس لائق ہے کہ ہلاک وبرباد ہو کیونکہ اس ماہ میں رحمت ومغفرت کی تحصیل اس قدر آسان اور سستی ہے جو اس کے علاوہ کسی دوسرے مہینہ اور موسم میں ممکن نہیں ہوگی۔ چنانچہ اس ماہ مبارک میں انسانوں کی مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ نے درج ذیل اسباب وذرائع مہیا فرمائے:

...... جنات وشیاطین جو انسان کو گمراہ کرکے اللہ تعالیٰ سے اور جنت سے دوری اور جہنم میں لے جانے کا سبب بنتے ہیں' ان کو قید کردیا جاتا ہے۔

...... جہنم کے تمام دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔

...... اس ماہ میں نیکی کرنے والے کا استقبال کیا جاتا ہے اور گناہ کے مرتکب کے لئے ترک گناہ کے اسباب پیدا فرمائے جاتے ہیں۔

...... اعمال کا اجر وثواب ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔

...... روزہ دار کے روزہ کا بدلہ اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے دینے کا اعلان فرماتے ہیں۔

...... اللہ تعالیٰ روزہ دار سے خصوصی قرب کا اعلان فرماتے ہیں کہ اس کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

...... روزہ دار کی افطار کے وقت دعاؤں کے قبول ہونے کی خوشخبری کا اعلان کیا جاتا ہے۔

...... قرآن کریم کی تلاوت کی توفیق '' ہوتی ہے اور قرآن سننے اور تراویح سنانے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔

...... اعتکاف جو بارگاہ الٰہی میں قرب وحضور کا بہترین ذریعہ ہے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

...... لیلۃ القدر جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے میسر آتی ہے۔

...... روزانہ دس لاکھ مسلمانوں کی جہنم سے نجات اور پھر آخر رمضان میں ان سب کے برابر کی نجات کا اعلان کیا جاتا ہے۔

...... اس ماہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف نظر رحمت فرماتے ہیں اور جس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت فرمالیں اس کو کبھی عذاب نہیں دیتے۔

...... اللہ تعالیٰ اس ماہ میں ملائکہ کو اپنے بندوں کے لئے دعائے مغفرت پر لگادیتے ہیں۔

...... اس مہینہ کے لئے جنت کو سنوارا جاتا ہے تاکہ اللہ کے بندے تھک ہار کر جنت میں آکر راحت وسکون حاصل کریں۔

...... اس ماہ میں ہر جائز دعا قبول ہوتی ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔

...... عید کے دن عیدگاہ میں حاضر تمام مسلمانوں کی' جنہوں نے رمضان اور روزہ کا احترام کیا' مغفرت کا اعلان کیا جاتا ہے۔

لہٰذا جو شخص مغفرت ورحمت کی اس صلائے عام سے مستفید نہ ہو سکے اس سے بڑا محروم نصیب کون ہوگا؟ ایسے ہی محروم نصیب کے لئے حدیث شریف میں ہلاکت وبربادی کی بددعا کی گئی ہے۔ اور فرمایا ''ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان پایا اور اپنی مغفرت نہ کراسکا۔'' اعاذنا اللہ منہ

حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہری مہاجر مدنی کا سانحہ ارتحال

استاذ العلماء حضرت اقدس مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہری مہاجر مدنی ۱۲/ رمضان ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۸/ نومبر ۲۰۰۱ء کو بعد نماز ظہر مدینہ منورہ میں رحلت فرماگئے۔ حضرت مولاناؒ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ہندوستان کے ممتاز فضلاء میں سے تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے مظاہر العلوم ہی میں تدریس کے فرائض انجام دینے شروع کئے۔ جب آپ پاکستان تشریف لائے تو دارالعلوم کراچی میں آپ کو تدریس کی پیشکش ہوئی جسے قبول فرماکر آپ نے تقریباً گیارہ سال دارالعلوم میں تدریس کے علاوہ فتاویٰ نویسی کے فرائض انجام دیئے۔ ۱۹۷۶ء میں آپ ہجرت فرماکر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور اپنی وفات تک تقریباً ۲۵ سال مدینۃ الرسول میں مقیم رہے۔ آپ بہترین مصنف اور صاحب طرز انشاپرداز تھے۔ مختلف موضوعات پر آپ کی جملہ تصانیف مقبول خاص وعام ہیں۔ آپ کی تفسیر انوارالبیان اپنی طرز کی ایک بے مثال تفسیر ہے۔ آپ کو تفہیم کا خاص ملکہ حاصل تھا۔ آپ کا تعلق بیعت وارادت حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ سے تھا۔ آپ جنت البقیع میں دفن ہونے کی آرزو کی وجہ سے بیرونی اسفار بھی نہیں فرماتے تھے۔ بالآخر آپ کی یہ آرزو ۱۲/ رمضان کو پوری ہوئی اور آپ کو بعد از وفات جنت البقیع میں سپرد خاک کردیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ' نائب امیر مرکزیہ حضرت سید نفیس شاہ الحسینی مدظلہ' ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا مفتی محمد جمیل خان' مولانا محمد اکرم طوفانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حضرت مولاناؒ کی رحلت کو امت مسلمہ کے لئے ایک عظیم سانحہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ شاید ہی پر ہو سکے۔ ان رہنماؤں نے اللہ تعالیٰ سے حضرت مولاناؒ کے لئے بلندی درجات کی اور ان کے ورثاء اور متعلقین کے لئے صبر جمیل عطا فرمانے کی دعا کی اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ حضرت مولاناؒ کے لئے ایصال ثواب کا خصوصی اہتمام کریں اور ان کے رفع درجات کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔

ماہ مبارک کی قبولیت اور ''پیام عید'' کے حصول کی علامت یہ ہے کہ آدمی کی زندگی میں انقلاب آ جائے۔ اس کا رخ برائی سے نیکی کی طرف اور نافرمانیوں سے فرمانبرداری کی طرف پھر جائے' رمضان المبارک کے چھوڑے ہوئے نیک اثرات اور اچھے ثمرات اس کی زندگی میں سال بھر تک رہیں۔ حق تعالیٰ شانہ پوری امت کو اپنے الطاف وعنایات کا مورد بنائے۔ دنیا و آخرت کی ساری پریشانیوں سے نجات عطا فرمائے اور دارین کے تمام مقاصد حسنہ میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔ شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

پیامِ عید

شہید ختم نبوت
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

ایک مہینہ تک رمضان المبارک کی رحمتوں اور برکتوں کا سایہ امت مرحومہ پر محیط رہا۔ حق تعالیٰ شانہ کے انعامات والطاف بے پایاں کی برسات ہوتی رہی۔ انوار وتجلیات سے دلوں کے تاریک سے تاریک گوشے بھی جگمگاتے رہے۔ ان بابرکت لمحات میں اہل توفیق نے رحمت الٰہی سے جھولیاں بھر لیں۔ صیام وقیام اور ذکر وتلاوت سے ایمان کو جلا ملی۔ قلوب کا زنگ دور ہوا۔ دلوں کی کثافتیں دھل گئیں' گناہ گاروں کو نوید مغفرت ملی اور مقبولان الٰہی نے قرب ورضا کی نہ جانے کتنی منزلیں طے کیں۔

ماہ مبارک جاتے ہوئے اہل ایمان کو ''عید کا تحفہ'' دیتا گیا۔ عید کیا آئی کہ غمکدہ دنیا میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ہر شخص کے چہرے پر فرحت وانبساط کی چمک' ہر گھر میں مسرت وشادمانی کی مہک۔ آج سب نے لباس عروسی پہن رکھا ہے' ہر گھر میں تقریب شادی کا سماں ہے ''عید مبارک'' کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ آپ نے سوچا کہ یہ خوشی۔ یہ شادمانی' یہ مسرت' یہ فرحت' یہ سج دھج' یہ مبارکبادیاں کیوں ہیں؟ یہ ماہ مبارک کا تحفہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

''روزے دار کو دو فرحتیں میسر آتی ہیں ایک فرحت روزہ افطار کرتے وقت اور دوسری فرحت اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔''

(مشکوٰۃ بروایت صحیحین عن ابی ہریرۃ)

روزہ کا افطار ایک تو یومیہ ہے اور ایک پورے مہینے کا افطار ہے۔ روزہ دار کو ہر روزہ کے افطار پر فرحت اور خوشی نصیب ہوتی ہے۔ یہ گویا چھوٹے پیمانے پر اس کی روزانہ کی عید تھی اور ماہ مبارک کے اختتام پر ''روزہ کا افطار'' بھی مکمل ہوا اور فرحت ومسرت بھی کامل نصیب ہوئی' اسی کا نام ''عید'' ہے مگر یہ بھی ''چھوٹی عید'' ہے۔ ''بڑی عید'' اس دن ہوگی جس دن یہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا اور حق تعالیٰ شانہ رحمت ورضوان کے ساتھ اس کا استقبال فرمائیں گے۔ جب ''چھوٹی عید'' کی خوشیاں حد وحساب سے باہر ہیں تو ''بڑی عید'' کے موقع پر جو خوشی' فرحت اور مسرت وشادمانی نصیب ہوگی اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟ یہ ہے ماہ مبارک کا تحفہ۔

صدر مملکت' وزیر اعظم اور دیگر بڑے لوگ ''عید کا پیام'' بھیجا کرتے ہیں آیئے آج آپ کو رب العالمین کی طرف سے ''عید کا پیام'' سنائیں۔ پہلے خوب مل مل کر غسل کر لیجئے۔ اچھے سے اچھا لباس جو آپ کو میسر آ سکتا ہو زیب تن کیجئے آنکھوں میں سرمہ لگایئے سر اور داڑھی میں کنگھی کیجئے۔ بدن اور کپڑوں کو عطر اور خوشبو میں بسایئے۔ اب اللہ تعالیٰ کا ''پیام عید'' سننے کے لئے زیر لب تکبیر (اللہ اکبر' اللہ اکبر' لاالہ الا اللہ واللہ اکبر' اللہ اکبر وللہ الحمد) کہتے ہوئے عید گاہ کی طرف چلئے۔

عید گاہ پہنچ کر پہلے سجدہ شکر کے لئے صف آراء ہو جایئے۔ یوں دن کی نمازیں خاموش ہوتی ہیں مگر عید میں قرأت جہر سے کی جاتی ہے۔ فرض کے علاوہ کسی نماز کے باجماعت ادا کرنے کی اجازت بھی عام نہیں بلکہ خاص خاص موقعوں پر ہی دی جاتی ہے۔ چنانچہ ایک خاص الخاص موقعہ نماز عید ہے پیام عید سننے سے پہلے سجدہ شکر بجالانا ہے اور یہ اجتماعی طور پر بجالایا جائے گا اور اس نماز میں قرأت بھی جہری ہوگی۔ اس شکر کو مزید مؤکد کرنے کے لئے اس نماز

میں ''تکبیرات زوائد'' بھی ہوں گی'' لتکبروا اللہ علی ماھداکم ''نماز کے بعد امام خطبہ دے گا' اے بغور سنو! خطبہ میں رب العالمین کا'' پیام عید'' پڑھ کر سنایا جائے گا اس کا متن جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل فرمایا ہے۔ معہ ترجمہ محفوظ کر لیجئے:۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ شب قدر میں جبریل علیہ السلام ملائکہ کی ایک جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور اس شخص کے لئے جو کھڑے یا بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہا ہو (اور عبادت میں مشغول ہو) دعائے رحمت کرتے ہیں۔

اور جب عیدالفطر کا دن ہوتا ہے تو حق تعالیٰ جل شانہ اپنے فرشتوں کے سامنے بندوں کی عبادت پر فخر فرماتا ہے۔ (اس لئے کہ انہوں نے آدمیوں پر طعن کیا تھا) اور ان سے دریافت فرماتا ہے کہ اے فرشتو! اس مزدور کا جو اپنی خدمت پوری پوری ادا کرنے کیا بدلہ ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی اجرت پوری دیدی جائے تو ارشاد ہوتا ہے کہ فرشتو! میرے غلاموں نے باندیوں نے میرے فریضہ کو پورا کر دیا پھر دعا کے ساتھ چلتے ہوئے (عیدگاہ کی طرف) نکلے ہیں۔ میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! میری بخشش کی قسم! میرے علوشان کی قسم! میرے بلندی مرتبہ کی قسم! میں ان لوگوں کی دعا ضرور قبول کروں گا پھر ان لوگوں کو خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ جاؤ! تمہارے گناہ معاف کر دیئے ہیں اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔ پس یہ لوگ (عیدگاہ سے) ایسے حال میں لوٹتے ہیں کہ ان کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں

(فضائل رمضان: از حضرت شیخ مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ)

باقی صفحہ پر

''مرزا غلام احمد قادیانی'' علامہ اقبالؒ کی نظر میں

عصر من پیغمبرے هم آفرید
میرے زمانے نے ایک نبی بھی پیدا کیا
آنکہ در قرآن بجز خود را ندید
جس کو اپنے سوا قرآن میں کچھ نظر نہ آیا
تن پرست وجاہ مست و کم نگاہ
خود پسند' عزت چاہنے والا' کوتاہ نظر
اندرونش بے نصیب از لاالہ
اس کا دل لا الہ سے خالی ہے
در حرم زاد و کلیسا را مرید
مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا اور عیسائیوں کا غلام بنا
پردہ ناموس ما را بر درید
اس نے ہماری ناموس کے پردے کو چاک کرایا
دامن او گرفتن ابلہی است
اس سے عقیدت رکھنا حماقت ہے
سینہ او از دل روشن تہی است
اس کا سینہ دل کی روشنی سے خالی ہے
الحذر! از گرمئ گفتار او
اس کی چرب زبانی سے بچو
الحذر! از حرف پہلو دار او
اس کی چالبازانہ باتوں سے بچو
شیخ او لرد فرنگی را مرید
اس کا پیر شیطان اور فرنگی کا غلام ہے
گرچہ گوید از مقام بایزید
اگرچہ وہ کہتا ہے کہ میں بایزید کے مقام سے بول رہا ہوں
گفت دین را رونق از محکومی است
وہ کہتا ہے کہ غلامی میں ہی دین کی رونق ہے
زندگانی از خودی محرومی است
اس کی زندگی خودی سے محروم ہے
دولت اغیار را رحمت شمرد
غیروں کی دولت کو وہ رحمت جانتا ہے
رقصہا گرد کلیسا کرد و مرد
اس نے گرجا کے گرد رقص کیا اور مرگیا

قادیانیت کی اسلام دشمنی

تحریر: حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب، منصور پوری

مکہ مکرمہ میں مشن کی تجویز:

مرزا محمود قادیانی نے سالانہ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

”مکہ میں (قادیانی) مشن کی تجویز ہے، ایک دوست نے وعدہ کیا ہے کہ اگر مکہ میں مکان لیا جائے تو وہ پچیس ہزار روپے مکان کے لئے دیں گے پس شیطان کے مقابلہ میں پوری طاقت سے کام لیں اور میری اس نصیحت کو خوب یاد رکھیں۔“

(تقریر جلسہ سالانہ اخبار الفضل قادیان ۸/ جنوری ۱۹۲۰ء بحوالہ احتساب قادیانیت ص ۱۴۰)

مرزا بشیر الدین محمود کی اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے چند مرزائی سر ظفر اللہ خان کی قیادت میں حج بیت اللہ کے موقع پر ۱۹۶۷ء میں حجاز مقدس پہنچ گئے۔ حج تو محض بہانہ تھا، اصل مقصد مرکز اسلام میں قادیانی لٹریچر کی تقسیم واشاعت اور مسلمانان عالم میں ارتداد پھیلانا تھا، چنانچہ مکہ مکرمہ میں مدینہ منورہ میں اس گروہ نے اپنا لٹریچر تقسیم کیا، اس نازیبا حرکت پر مسلمانان مرکز اسلام اس قدر مشتعل ہوئے کہ مکہ مکرمہ کے مشہور روزنامہ ”الندوہ“ نے اپنی اشاعت ۱۸/ اپریل ۱۹۶۷ء میں ”ماھی القادیانیة“ کے زیر عنوان چھ کالمی سرخی جمائی اور کفر مرزا غلام احمد قادیانی اور تردید عقائد مرزائیہ پر طویل مقالہ شائع کیا۔

اس افسوسناک واقعہ پر پاکستان میں شدید اشتعال ہوا، اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے ۱۵/ صفر ۱۳۸۷ھ بروز جمعہ کو یوم احتجاج منایا گیا، جس پر لاکھوں خطوط اور ہزاروں تار سفارتخانہ سعودی عرب کے ذریعہ شاہ فیصل تک پہنچائی گئیں تجویز کا مضمون یہ تھا:

”آپ کی حکومت نے ظفر اللہ قادیانی کو حج کے دنوں میں دیار مقدس میں داخلہ کی اجازت دے کر امت کے اجماعی فیصلہ سے انحراف کیا ہے، جس پر ہم شدید احتجاج کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ آئندہ کسی قادیانی کو داخلہ حرمین شریفین کی اجازت نہ دی جائے قادیانی باجماع امت دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“ (احتساب قادیانیت ص ۱۵۱)

رابطہ عالم اسلامی کی تاریخی قرارداد:

رابطہ کے ماتحت مکہ مکرمہ میں ۱۰۴ ممالک اسلامیہ کی تقریباً ۱۴۰ تنظیموں کی عظیم الشان کانفرنس منعقدہ ۶/ تا ۱۰/ اپریل ۱۹۷۴ء میں فتنہ قادیانیت کے مذہبی وسیاسی پہلو پر مکمل غور وخوض کے بعد اس کے اسلام دشمن اثرات کو زائل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل تاریخی قرارداد منظور کی گئی

”قادیانیت نے ہمیشہ استعمار اور صیہونیت سے مل کر اسلام دشمن طاقتوں سے تعاون کیا ہے، قادیانیت کی اسلام دشمنی ان چیزوں سے واضح ہے

(۱) مرزا غلام احمد کا دعوی نبوت۔

(۲) قرآنی نصوص میں تحریف کرنا۔

(۳) جہاد کے باطل ہونے کا فتوی دینا، لہذا:

تمام اسلامی تنظیموں کو چاہئے کہ وہ قادیانی معابد، مدارس، یتیم خانوں اور دوسرے تمام مقامات میں جہاں وہ سیاسی سرگرمیوں میں مشغول ہیں، ان کا محاسبہ کریں اور اس کے پھیلائے ہوئے جال سے بچنے کے لئے عالم اسلام کے سامنے ان کو پوری طرح بے نقاب کیا جائے۔

(۲) اس گروہ کے کافر اور خارج از اسلام ہونے کا اعلان کیا جائے۔

(۳) مرزائیوں سے مکمل عدم تعاون اور اقتصادی، معاشرتی، اور ثقافتی ہر میدان میں مکمل بائیکاٹ کیا جائے اور ان کے کفر کے پیش نظر ان سے شادی بیاہ کرنے سے اجتناب کیا جائے اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔

(۴) قرآن مجید میں قادیانیوں کی تحریفات کی تصاویر شائع کی جائیں، اور ان کے تراجم قرآن کا شمار کر کے لوگوں کو اس سے متنبہ کیا جائے اور ان تراجم کی ترویج کا سد باب کیا جائے۔“

روزنامہ ”الندوہ“

(سعودی عرب ۱۱ اپریل ۷۴ء)

ایک بڑی غلط فہمی کا ازالہ:

آپ یہ نہ سمجھیں کہ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی کانفرنس نے (اپریل ۱۹۷۴ء) میں یا پاکستان کی قومی اسمبلی نے ستمبر ۱۹۷۴ء میں قادیانی گروہ کے کفر و ارتداد و زندقہ کا جو فیصلہ کیا تھا وہ کوئی پہلا اور نیا فیصلہ تھا جیسا کہ قادیانی گروہ کی طرف سے یہ غلط فہمی بہت پھیلائی جاتی ہے، جس سے متاثر ہوکر بہت سے پڑھے لکھے لوگ بھی جو قادیانیت پر مکمل مطالعہ نہیں رکھتے کہنے لگتے ہیں کہ یہ تو پاکستانی مسئلہ ہے، ہرگز نہیں بلکہ یہ پورے عالم اسلام بلکہ پوری امت مسلمہ کا مسئلہ ہے، ہمارے اسلاف و مشائخ نے شروع ہی سے قادیانی فتنہ کو پورے دین اور پوری امت کا مسئلہ سمجھا ہے اور وہ دونوں کی حفاظت کے لئے مردانہ وار میدان میں نکل آئے ہیں، اس تاریخی حقیقت کو اختصار کے ساتھ ذہن نشین کرانے کے لئے ہم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی تحریر کا ایک اقتباس نقل کرتے ہیں موصوف فرماتے ہیں:

''اس فتنہ کا ادراک سب سے پہلے سید الطائفہ قطب العالم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کو ہوا اور منکرین ختم نبوت کے خلاف کفر کا فتویٰ سب سے پہلے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند نے تحذیر الناس میں دیا، حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ: ہر عارف کو اس کے علوم و معارف کی ترجمانی کے لئے ایک لسان عطا کی جاتی ہے جیسا کہ حضرت شمس تبریز کی لسان مولانا رومیؒ تھے اور پھر فرماتے تھے کہ: میری لسان مولانا محمد قاسم ہیں، جو علوم میرے قلب پر وارد ہوتے ہیں مولانا قاسم ان کو کھول کھول کر بیان فرمادیتے ہیں۔''

اس لئے کہنا چاہئے کہ حضرت نانوتویؒ کا یہ فتویٰ حضرت حاجی صاحبؒ کے قلب صافی کا پرتو تھا۔ اس طرح فتنہ قادیانیت کی تردید کی تحریک کا آغاز حضرت حاجی صاحبؒ اور ان کی لسان علوم و معارف حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھوں سے ہوا اور ان کے بعد ان کے جانشینوں نے اس تحریک کو جاری رکھا۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی ذات گرامی ''واسطۃ العقد'' تھی:

اس فتنہ کے استیصال کے لئے یوں تو بہت سے اکابر نے زریں خدمات انجام دیں (جس کی تفصیل کے لئے فرصت درکار ہے) لیکن جس شخصیت کو اس دور کی قیادت و امامت تفویض ہوئی اور جسے حضرت بنوریؒ کے الفاظ میں: واسطۃ العقد'' کہنا چاہئے، وہ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی ذات گرامی تھی۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی بے قراری:

حضرت شاہ صاحبؒ کو قادیانی فتنہ نے کس قدر بے قرار رکھا تھا بہتر ہوگا کہ ہم یہ روئداد غم حضرت مولانا یوسف بنوریؒ سے سنیں:

''امت کے جن اکابر نے اس فتنہ کے استیصال کے لئے محنتیں کی ہیں، ان میں سب سے امتیازی شان حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری دیوبندیؒ کو حاصل تھی، اور دارالعلوم دیوبند کا پورا اسلامی اور دینی مرکز انہی کے انفاس مبارکہ سے اس شجرۂ خبیثہ کی جڑوں کو کاٹنے میں مصروف رہا، قادیانیوں کے شیطانی وساوس اور زندیقانہ وساوس کا امام العصرؒ نے جس طرح تجزیہ کرکے ان پر تنقید کی اس کی نظیر عالم اسلام میں نہیں ملتی، حضرت مرحوم نے خود بھی گرانقدر علوم و حقائق سے لبریز تصانیف رقم فرمائیں اور اپنے تلامذہ، مدرسین دیوبند سے بھی کتابیں لکھوائیں اور ان کی پوری نگرانی و اعانت فرماتے رہے، میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ:

''جب یہ فتنہ کھڑا ہوا تو چھ ماہ تک مجھے نیند نہیں آئی اور یہ خطرہ لاحق ہوگیا کہ کہیں دین محمدی (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کے زوال کا باعث یہ فتنہ نہ بن جائے'' فرمایا: چھ ماہ کے بعد دل مطمئن ہوگیا کہ انشاء اللہ دین باقی رہے گا اور یہ فتنہ مضمحل ہوجائے گا...... میں نے اپنی زندگی میں کسی بزرگ اور عالم کو اتنا دردمند نہیں دیکھا جتنا کہ حضرت امام العصر کو، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دل میں ایک زخم ہوگیا ہے جس سے ہر وقت خون ٹپکتا رہتا ہے، جب مرزا کا نام لیتے تو فرمایا کرتے تھے ''لعین بن اللعین لعین قادیان'' اور آواز میں ایک عجیب درد کی کیفیت محسوس ہوتی تھی فرماتے تھے کہ: لوگ کہیں گے کہ یہ گالیاں دیتا ہے فرمایا کہ: ہم اپنی نسل کے سامنے اپنے اندرونی درد دل کا اظہار کیسے کریں؟ ہم اس طرح قلبی نفرت اور غیظ و غضب کے اظہار پر مجبور ہیں۔'' (پیش لفظ مولانا محمد یوسف بنوری خاتم النبیین فارسی و اردو ایڈیشن ص ۴۴)

قادیانیت کے خلاف یہی درد سوزیہی، بے چینی، یہی بے قراری اور یہی غیظ و غضب حضرت

بنوری کو اپنے شیخ انور سے وراثت میں ملا تھا۔

(اشاعت خاص ماہنامہ بینات کراچی ص ۲۹۳ بیاد محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری محرم تا ربیع الاول ۱۳۹۸ھ)

آپ سن چکے ہیں کہ برطانوی اقتدار کے زوال کے بعد اس فتنہ کی سرگرمیاں کافی حد تک کم ہوگئی تھیں، اس لئے ہندوستانی علماء و دانشوروں نے اس موضوع سے صرف نظر کرلیا تھا اور مسلمانوں کی دوسری تعلیمی و تعمیری خدمات میں مشغول ہوگئے تھے لیکن ۱۹۸۴ء میں پاکستان میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری ہوا اور ان کا موجودہ سربراہ مرزا طاہر لندن فرار ہوگیا تو قادیانی گروہ نے پھر ہندوستان کا رخ کیا اور قادیانیت کے تن مردہ میں جان ڈالنے کی کوشش شروع کردی اور پورے ملک میں مختلف خوبصورت عنوانات سے جلسے اور کانفرنسیں کرکے بزعم خود بے روک ٹوک اپنے زندقہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہوگیا۔

موجودہ اکابر دارالعلوم کا قادیانی تعاقب کے سلسلہ میں تاریخی کارنامہ:

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس فتنہ کے دوبارہ سر اٹھانے کا بروقت ادراک موجودہ اکابر دارالعلوم دیوبند کو ہوا جو اپنے اکابر و مرحومین سے قادیانی فتنہ کے بارے میں اسی دردوسوز اور بے چینی و بے قراری کے وارث ہیں...... چنانچہ پورے ملک کے علماء و عوام میں قادیانی فتنہ کے خلاف بیداری کی مہم چلانے کے لئے مؤقر ارکان مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند نے تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر ایک عالمی اجلاس منعقد کرنے کی تجویز پاس کی، آخر کار اکتوبر ۱۹۸۶ء میں سہ روزہ عالمی اجلاس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند میں منعقد ہوا جس کی مفصل روئیداد اسی وقت آئینہ دارالعلوم، رسالہ دارالعلوم اور الداعی میں شائع ہوچکی ہے۔ اس موقع پر کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام بھی عمل میں آیا، جس کے صدر حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند اور ناظم اعلیٰ حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند منتخب ہوئے اور راقم الحروف کو ناظم مقرر کیا گیا۔ اپنے روز قیام سے بفضلہ تعالیٰ کل ہند مجلس اپنے مقررہ خطوط پر مسلسل جو کام کررہی ہیں، اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں بس اجمالاً سمجھ لیجئے:

(۱) رجال کار کی تیاری کے لئے دو تربیتی کیمپ ۱۴۰۹ھ و ۱۴۱۰ھ میں دارالعلوم دیوبند میں لگائے جاچکے ہیں۔

(۲) ان کے علاوہ گوہاٹی مدارس میل پالیم (تاملناڈ) الوائی (کیرالا) اور بھاگلپور بنگلور وغیرہ میں بڑے بڑے تربیتی کیمپ لگائے جاچکے ہیں۔

(۳) خانمی (متھرا) اور روہتا (آگرہ) میں چیلنج کے باوجود قادیانی پنڈت اسلام کے مبلغین وعلماء کے سامنے آنے کی ہمت نہیں کرسکے، اس طرح میدان مناظرہ علماء حق نے جیت لیا۔

(۴) ہمارے مبلغین و رفقاء بہت سے ان مقامات پر پہنچ چکے ہیں، جہاں قادیانی گروہ خفیہ طور پر اپنی ریشہ دوانیوں میں مصروف رہتا ہے اور بعض جگہ بالمشافہ قادیانی پنڈتوں سے گفتگو کی نوبت آچکی ہے، جس میں قادیانی پنڈتوں کو راہ فرار اختیار کرنی پڑی ہے اور ان کے فریب سے مسلمان محفوظ ہوگئے۔

(۵) دفتر کی طرف سے ردقادیانیت کے موضوع پر تقریباً ۵۰ کتب شائع ہوچکی ہیں۔

(۶) ہزاروں کی تعداد میں لٹریچر تقریباً پورے ملک میں پھیلایا جاچکا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ حضرات بھی جاں نثار ناموس رسالت و پاسبان ختم نبوت کے اس مبارک کارواں میں شامل رہ کر امت مسلمہ کو عقیدۂ ختم نبوت کی حقیقت سمجھاتے رہیں گے اور ہمیشہ و ہر جگہ قادیانی فتنہ کے تعاقب کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔ انشاء اللہ (واللہ ولی التوفیق)

○

بقیہ: پیام عید

لیجئے عیدگاہ میں گناہ گاروں کی عام معافی کا اعلان ہوگیا یہی ''آسمانی پیام عید'' ہے اور یہ پیام صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو فریضۂ خداوندی بجالائے۔ ماہ مبارک کے روزے رکھے اور صلوٰۃ و زکوٰۃ وغیرہ دیگر فرائض میں بھی کوتاہی نہیں کی۔ برعکس اس کے جن لوگوں نے کمال بے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ماہ مبارک میں بھی فرائض خداوندی کو توڑا اور پھر ان کو اپنے کئے پر ندامت بھی نہیں ہوئی وہ اگر ڈھٹائی سے نئے کپڑے پہن کر عیدگاہ میں پہنچ گئے ہیں تو ان کے لئے رحمت و مغفرت کا آسمانی پیام نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنی بدعملی و بدکاری سے توبہ نہ کریں۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ماہ مبارک کی قبولیت اور ''پیام عید'' کے حصول کی علامت یہ ہے کہ آدمی کی زندگی میں انقلاب آجائے۔ اس کا رخ برائی سے نیکی کی طرف اور نافرمانیوں سے فرمانبرداری کی طرف پھر جائے' رمضان المبارک کے چھوڑے ہوئے نیک اثرات اور اچھے ثمرات اس کی زندگی میں سال بھر تک رہیں۔ حق تعالیٰ شانہ پوری امت کو اپنے الطاف و عنایات کا مورد بنائے۔ دنیا و آخرت کی ساری پریشانیوں سے نجات عطا فرمائے اور دارین کے تمام مقاصد حسنہ میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

توضیح وتشریح الحفیظ جل جلالہ

مولانا محمد اشرف کھوکھر

دنیا میں احسن تقویم کا مصداق انسان ہے' خالق کائنات نے انسان میں اختیار بھی رکھا ہے اور نفسانی خواہشات کا مادہ بھی۔ انسان اللہ تعالیٰ کی مقررہ کردہ حدود وقیود سے آزاد ہونا چاہتا ہے۔ بائبل اور سابقہ آسمانی کتب میں تحریف اس لئے ہوئی کہ سابقہ امم نے اپنی خواہشات سے مغلوب ہو کر ان میں تحریف کر لی تھی لیکن قرآن مجید چونکہ آخری نبی ورسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی آخری کتاب اور مکمل ضابطہ حیات ہے اس لئے اس میں تحریف ناممکن ہے۔ اس لئے بھی کہ الحفیظ جل جلالہ نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لے رکھا ہے۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد۔

میں نے آپ نے اور ہم میں سے اکثر لوگوں نے ایک خوبصورت محل دیکھا ہے۔ مضبوط قلعہ جو چاروں طرف سے بند ہے جس کی مضبوط اور محفوظ دیواروں میں کوئی روشندان اور کھڑکی نہیں ہے۔ جہاں سے رسد اور خوراک اندر نہیں پہنچائی جا سکتی۔ بہت ہی خوبصورت محل ہے جو ہر طرف سے بند ہے۔ اچانک اس کی ایک دیوار گر پڑتی ہے اور اس بند محل سے ایک جاندار خوبصورت شکل اور پیاری پیاری اور دلکش بولی والا چلتا پھرتا نکل آتا ہے اور وہ اسی لمحے اپنے دشمن کو جانتا ہے اور اپنی مہربان ماں کو بھی پہچانتا ہے اور وہ دانا چگنا بھی جان لیتا ہے۔ بتایئے اس بند اور "محفوظ محل" میں اسے پیدا کرنے والا' اس کی ہڈیاں' جسم اور گوشت پوست' ٹانگیں' پر اور خوبرو چونچ بنانے والا کوئی انسان ہو سکتا ہے؟ اس کو بلی اور کوے سے بچنے اور اس مرغی کے چوزے کو اپنی مشفق ماں کے دامن میں پناہ لینے کا شعور دینے والا کوئی ہے کہ نہیں؟ یقیناً ہے اور وہ ایسی ذات ہے جس کی قدرت کے ناپید کنار سمندر کو چلوؤں سے ناپنا انسانی عقل وشعور فہم وادراک سے ماوریٰ ہے اور یقیناً وہی الحفیظ جل جلالہ ہے جو انڈوں کے اندر اور ماؤں کے رحموں کے اندر نطفوں اور بچوں کی کمال قدرت سے حفاظت کرتا ہے۔

ہر کوئی جانتا ہے کہ روئے زمین پر لاکھوں کی تعداد میں پودوں اور جانوروں کی اقسام ہیں۔ زندہ رہنے کے لئے یہ مخلوقات لاکھوں' کروڑوں سالوں سے خوراک حاصل کر رہی ہیں اور بعض اوقات تو ایک مخلوق دوسری اصناف کو کھا کر زندہ رہتی ہے تو زمین پر اس قدر بڑی تعداد میں جاندار کس طرح زندہ اور موجود ہیں؟ ان میں سب سے زیادہ طاقتور اور سب سے زیادہ اہل مخلوق دوسری تمام مخلوق کو مار کر ختم کیوں نہیں کر دیتی؟ مگر کوئی جسیے یا مخلوق چاہے وہ کتنی کمزور ہی کیوں نہ ہو اپنی نسل کو جاری رکھے ہوئے ہے اور بالکل غائب نہیں ہو جاتی۔ ایک دیمک کے حشرہ کو دیکھ لیں۔ تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ دیمک کے انڈے دیگر حشرات الارض کے لئے بے حد مرغوب غذا ہوتے ہیں لیکن پھر بھی دیمک کی نسل ہمیشہ کے لئے ختم نہیں ہوتی ہے۔ معلوم ہوا "الحفیظ جل جلالہ" نے تمام مخلوقات پر اس قسم کے عددی توازن کو مقرر کر رکھا ہے کہ کوئی جاندار نسل بھی اس کی مقرر کردہ حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔

"ان ربی علیٰ کل شی حفیظ۔"

(ہود۔۵۷)

ترجمہ: "بے شک میرا پروردگار ہر شے پر نگہبان ہے۔"

"وربک علیٰ کل شی حفیظ۔"

(سباء:۲۱)

ترجمہ: "اور آپ کا پروردگار ہر چیز کا نگراں ہے۔"

بارش کا وہ قطرہ موتی بنتا ہے جسے سیپ' سطح آب پر آ کر منہ میں لے لیتی ہے اور اسی طرح گھونگھوں اور سمندر کی تہوں میں وہ لاتعداد ولامتناہی مخلوقات کی حفاظت کرنے والا الحفیظ جل جلالہ ہی ہے۔

کسی بھی پودے کا ننھا منا بیج زمین میں بوتے ہیں' زمین کی نمی اور موافق حالات میں بیج سے کونپل' کونپل سے پودا اور پھر تناور درخت بن جاتا ہے اور جو برگ وبار لا کر ثمر آور ہو جاتا ہے اور وہی الحفیظ جل جلالہ اس برگ وثمر کی حفاظت فرماتا ہے اور پھر وہ پھل اسے ہی ملتا ہے جس کی قسمت میں قسام ازل نے لکھا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی حفیظ ہے جس نے ہمارے سروں پر سقف محفوظ (بے چھید چھت) کو بلند کر رکھا ہے اور الحفیظ جل جلالہ ہے جس نے بے بنیاد زمین کو قائم فرمایا' پہاڑوں اور کوہساروں کو میخیں بنا دیں اور

حیوانات، نباتات اور جمادات سے خوبصورت خوبرو اور دلکش بنا کر احسن تقویم انسان کے لئے نفع رساں بنا دیا اور وہی موجودات کو بلیات سے حفاظت وصیانت، نگرانی، پاسبانی، بچاؤ اور سلامتی میں رکھتا ہے۔

الحفیظ جل جلالہ کس کمال حفاظت سے نطفہ مادر و پدر کو رحم مادر میں محفوظ رکھ کر اس کی نمو کرتا ہے اور اس کا گوشت پوست بناتا اور نمو و بالیدگی کی مختلف منازل طے کراتا ہے اور پھر اس کے اندر روح کو جاگزیں کرتا ہے اور اس کے جملہ تبدیلیوں اور تغیرات کی صحیح اور موزوں کیفیات کو متوازن رکھتا ہے۔

اور پھر وہی ننھا منا قطرہ آب ایک خوبصورت اور خوبرو دلکش اور من موہنا بچہ بن جاتا ہے۔ ایک مقررہ وقت پر وہ اپنی ماں کی رحم سے باہر آتا ہے پھر ماں باپ کی جبلی اور فطری محبتوں اور شفقتوں میں پروان چڑھتا ہے۔ بچپن، لڑکپن اور جوانی کی منازل طے کرتا ہے۔ رسول آخرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ کے مفہوم کے مطابق ''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اسے اس کے والدین یہودی بنا دیتے ہیں یا نصرانی۔''

الحفیظ جل جلالہ نے اپنی احسن تقویم مخلوق کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے ایک وقت مقررہ تک اور اس نے انسانوں کو کامیابی، کامرانی، بھلائی اور نیکی کی راہیں اور برائی، ناکامی اور نامرادی کی راہیں بھی دکھا دی ہیں اور از منہ قدیم میں اپنے پیغمبران حق کو مبعوث فرما کر انسانیت کو صراط مستقیم دکھایا۔ جن لوگوں نے انبیاء و رسل علیہم السلام کے لائے ہوئے دین کو مان کر راہ ھدیٰ کو اپنایا وہ کامیاب و کامران ہو گئے اور جنہوں نے سرکشی کی نافرمانی کی اور روگردانی کی وہ خائب و خاسر ہوئے۔

الحفیظ جل جلالہ نے لوح محفوظ میں سب کچھ لکھ کر محفوظ کر رکھا ہے۔

الحفیظ جل جلالہ نے رسول آخرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم پیدا فرمایا پھر ہر طرح حفاظت فرمائی۔ آپ ﷺ کا پاکیزہ بچپن، لڑکپن اور جوانی بھی ہر طرح محفوظ رہی پھر چالیس سال کی عمر میں غار حرا میں پہلی وحی میں قرآن مجید کی سورۃ علق کی ابتدائی آیات نازل فرما کر اعلان نبوت کا حکم فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے بعد سرداران قریش نے آپ ﷺ کی بے حد مخالفت کی ہر طرح کی تکالیف، مصائب اور مشکلات پیدا کیں لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند رکھ دیں تو پھر بھی میں اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا اور تبلیغ اسلام کے فریضہ سے سبکدوش نہیں ہوگا۔''

قربان جائیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر و استقامت پر کہ آپ (ﷺ) نے دشمنان اسلام کی طعنہ زنی کی پروا نہ کی اور نہ مصائب و آلام سے گھبرائے۔ تیر و تفنگ برداشت کر لئے۔ رات کی تاریکی میں اپنے آبائی شہر حرم مکہ کو بحکم خدا الوداع کہا۔ ہجرت کی اور ہجرت کی رات سرداران مکہ کے مکر و فریب سے الحفیظ جل جلالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی اور آپ ﷺ خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں بحفاظت الحفیظ جل جلالہ بستی قبا میں پہنچے اور پھر یثرب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم کے بوسے برکت حاصل کی۔ کفر اور اسلام کے پہلا معرکہ جنگ بدر میں صرف تین سو تیرہ بے سرو سامان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اسلحہ سے لیس ایک ہزار کفار کے لشکر سے نبرد آزما ہوئے تو اللہ رب العزت نے فرشتوں کو اتارا اور انہوں نے اہل ایمان کی حفاظت کی اور کفر اور اسلام کی پہلی جنگ رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے قدسی صفات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جیت لی۔ الحفیظ جل جلالہ کو رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم پر پایہ تکمیل تک پہنچنے والے دین کی حفاظت مقصود تھی۔ ۲۳ سال کے مختصر عرصہ میں قرآن مجید نازل ہوا۔ یہاں تک کہ تکمیل دین اور حفاظت قرآن کے وعدہ خداوندی کے ساتھ حفاظت قرآن کا اعلان ہوا کہ ''ہم ہی اس (قرآن) کے اتارنے والے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

الحفیظ جل جلالہ نے ہی اپنے وعدہ کے مطابق قرآن کریم کی حفاظت کی ہے۔ اس سے بڑھ کر حفاظت کی مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ چودہ سو بائیس برس کا عرصہ گزرنے کے باوجود قرآن کریم اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔ سینوں اور سفینوں دونوں صورتوں میں محفوظ و مامون ہے۔

رسول آخرین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر دین اسلام کی تکمیل کے لئے آخری صحیفہ آسمانی لے کر اور قصر نبوت کی آخری اینٹ بن کر اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نیا پیغمبر آنے والا ہے اور نہ کتاب اترنے والی ہے چونکہ آپ ﷺ تمام بنی نوع انسان کے لئے اور جن و انس کے لئے تا قیامت آخری نبی و رسول بن کر تشریف لائے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن و سنت کی حفاظت کی جائے تو پھر الحفیظ جل جلالہ نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لے لیا۔ قرآن مجید کی حفاظت کا اندازہ لگائیے کہ پانچ سال کی ننھی منی بچی اور سات اور آٹھ سال کے بچے قرآن مجید کو زبانی یاد کر لیتے ہیں جو رسول آخرین مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا زندہ اور روشن

ثبوت ہے۔ آج چودہ سو بائیس سال کا عرصہ دراز بیت چکا ہے لیکن قرآن کریم کے ایک حرف ونقطہ اور حرکات وسکنات کو کوئی نہیں بدل سکا اور نہ بدل سکے گا۔ اس لئے کہ الحفیظ جل جلالہ نے ہی اس کی ہر طرح کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے۔

آج متمدن دنیا میں انسان نے جہاں انسانی صحت وتندرستی اور حفظان صحت کے لئے خالق کائنات کے اسباب دنیا کو بروئے کار لا کر بہت سے جدید طریقے اور آلات وغیرہ ایجاد کر لئے ہیں۔ وہاں انسانی زندگی کے ریکارڈ کو محفوظ کرنے کے آلات بھی بے شمار ایجاد کر لئے ہیں۔ اگر ایک انسان کی آواز ایک ڈیڑھ انچ کیسٹ میں محفوظ ہو سکتی ہے۔ اگر انسان کے ایجاد کردہ ٹیلی ویژن کی اسکرین پر یا کمپیوٹر کی اسکرین پر متحرک ومتوازن تصاویر کے ساتھ ساتھ محفوظ شدہ حرکات وسکنات کو دیکھ اور آوازوں کی بازگشت کو سن سکتے ہیں۔

تو پھر ہمیں یقین کر لینا چاہیے کہ ہماری زندگی کا ایک ایک گوشہ بلکہ ایک ایک لمحہ اور لمحہ سے بھی کم وقت میں ہمارا ہر قول وفعل الحفیظ جل جلالہ اپنے ملائکہ کراما کاتبین کے ذریعے محفوظ کر رہا ہے۔ ہماری ہر نیکی اور بدی محفوظ ہو رہی ہے۔

انسان نے اپنی زندگی کو محفوظ ومامون بنانے کے لئے بے شمار جدید آلات ایجاد کر لئے ہیں۔ علاج ومعالجہ کے بہت سے نئے نئے طریقے ایجاد کر لئے ہیں لیکن پھر بھی ایک وقت ایسا آتا ہے کہ انسان مر جاتا ہے اور انسانی اجساد مٹی میں مل کر مٹی بن جاتے ہیں۔ سوائے انبیاء علیہم السلام اور شہداء اور جنہیں الحفیظ جل جلالہ چاہے وہ محفوظ رہتے ہیں۔ اگر فنا ہے تو اجسام کے لئے ہے روح کے لئے نہیں اس لئے کہ دارالمحن دنیا میں انسان کے امتحان کے بعد روح پرواز کر جاتی ہے تو پھر اعمال کے مطابق علیین یا سجین میں رکھی جاتی ہے اس لئے کہا جاتا ہے فلاں کا انتقال ہو گیا ہے۔

اور پھر بروز حشر رب العالمین ہمارے نامہ اعمال ہمارے ہاتھوں میں دے گا۔ جس کے اعمال کے وزن بھاری ہوں گے وہ دلپسند زندگی میں ہو گا اور جس کے اعمال کے وزن ہلکے ہوں گے اس کی منزل حاویہ ہو گی۔ تمہیں کیا معلوم کہ حاویہ کیا ہے۔ حاویہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ (الحفیظ جل جلالہ محفوظ فرمائے)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو نگہبان بنایا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ''کلکم راع وو کلکم مسئول عن رعیتہ''

''تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

ایک حکمران اپنی رعایا کا نگہبان ہے۔ ایک صاحب اقتدار اپنے ماتحتوں کا' ایک وزیر ومشیر اپنے زیر اثر افسران وعوام الناس کا' کسی ایک محکمہ کا افسر اپنے تمام افسران کا' ایک مولوی اور پیر ومرشد اپنے مریدین کا۔ ایک ناظم اپنے تمام ادارہ کے کارکنان کا' اہل کار حضرات کا' ایک استاد اپنے تمام شاگردوں کا نگہبان ہوتا ہے۔

ایک کنبے کا سربراہ اپنے تمام افراد کنبہ کا نگہبان ہے' نگران ہے۔ ایک باپ اپنی تمام اولاد کا نگہبان اور نگران ہے۔ ایک حکمران سے لے کر ایک چھوٹے سے چھوٹے افسر تک اور ایک استاد سے لے کر ایک باپ تک بھی اپنی اپنی رعیت کے بارے میں مسئول ہیں۔ اگر والدین اپنی اولاد کی صحیح نگہداشت نہیں کریں گے اور ان کی تعلیم وتربیت میں کوتاہی کریں گے تو خائن ہوں گے۔ اگر اصحاب اقتدار اور امراء طبقہ غرباء اور یتامیٰ کی تعلیم وتربیت کے مواقع کی تقسیم میں بندر بانٹ کا معاملہ کریں گے اور ناخواندگی کے عفریت کے منہ میں آنے والے نوجوان تخریبی سرگرمیوں میں بگاڑ کی طرف بڑھیں گے تو افراد معاشرہ کے امن وسکون کو تباہ وبرباد کرنے میں اصحاب اقتدار اور حکمران لامحالہ حصہ دار ہوں گے اور ایسے لوگوں کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں خائن کہا گیا ہے۔ ضرورت ان عملی اقدامات کی ہے جن سے نسل نو کی تعلیم وتربیت دینی نہج پر ہوتا کہ ہماری نسل نو عصر حاضر کی لادینی اور صیہونی' یہودی اور قادیانی یلغار کا مقابلہ کرتے ہوئے دین ودنیا کی تعمیر وترقی کی طرف گامزن ہو۔

الحفیظ جل جلالہ ہم سب کو جملہ آفات وجملہ بلیات سے محفوظ فرمائے۔ ہمارے ایمان ویقین' جان' مال' عزت وآبرو کو محفوظ ومامون فرمائے۔ ہمارے بیوی' بچوں' اعزہ واقرباء اور جملہ مسلمانوں کو ان تمام نیکیوں کی توفیق دے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگیں اور ان تمام برائیوں سے محفوظ ومامون فرمائے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی اور الحفیظ جل جلالہ ہمیں بروز حشر نار جہنم سے محفوظ فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

اہم اطلاع

تمام قارئین ختم نبوت اور احباب ختم نبوت کو ''ادارہ ختم نبوت'' کی طرف سے عید مبارک ہو۔ نیز: گزارش ہے کہ عید الفطر کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۳۰'۳۱ کو یکجا شائع کیا جا رہا ہے قارئین ختم نبوت اور ایجنسی ہولڈر حضرات نوٹ فرمالیں۔ (شکریہ) (ادارہ ختم نبوت)

صدقۃ الفطر کے احکام

حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر کو ضروری قرار دیا (فی کس) ایک صاع کھجوریں یا اسی قدر جو دیئے جائیں غلام اور آزاد مذکر و مونث (یعنی مرد و عورت) اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان کی طرف سے اور نماز عید کے لئے لوگوں کو جانے سے پہلے ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۰ بحوالہ بخاری و مسلم)

صدقہ فطر کس پر واجب ہے؟

صدقہ فطر ہر اس بالغ مرد یا بالغ عورت پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت ملکیت میں ہو یا اگر سونا چاندی اور نقد رقم نہ ہو اور ضرورت سے زائد سامان موجود ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی بن سکتی ہو تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مال نصاب پر چاند کے حساب سے ایک سال گزر جائے لیکن صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لئے یہ شرط نہیں ہے۔ اگر رمضان کی تیس تاریخ کو کسی کے پاس مال آ گیا جس پر صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے تو عید الفطر کی صبح صادق ہوتے ہی اس پر صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے۔

صدقہ فطر کے فائدے

صدقہ فطر ادا کرنے سے ایک حکم شرعی کے انجام دینے کا ثواب تو ملتا ہی ہے اس کے ساتھ دو مزید فائدے اور ہیں۔

اول یہ کہ صدقہ فطر روزوں کو پاک صاف کرنے کا ذریعہ ہے۔ روزے کی حالت میں جو فضول اور خراب اور گندی باتیں زبان سے نکلیں صدقہ فطر کے ذریعے روزے ان چیزوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عید کے دن ناداروں اور مسکینوں کی خوراک کا انتظام ہو جاتا ہے اور اسی لئے عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دیکھو کتنا سستا سودا ہے کہ محض دو سیر گیہوں دینے سے تیس روزوں کی تطہیر ہو جاتی ہے یعنی لایعنی اور گندی باتوں کی روزوں میں جو ملاوٹ ہوگئی اس کے اثرات سے روزے پاک ہو جاتے ہیں۔

گویا صدقۃ الفطر ادا کر دینے سے روزوں کی قبولیت کی راہ میں کوئی اٹکانے والی چیز باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ اسی لئے بعض بزرگوں نے فرمایا اگر مسئلہ کی رو سے کسی پر صدقۃ الفطر واجب نہ ہو تب بھی دے دینا چاہیے۔ خرچ بہت معمولی ہے اور نفع بہت بڑا ہے۔

صدقہ فطر میں کیا دیا جائے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر دینے کے سلسلے میں دینار و درہم یعنی سونے چاندی کا سکہ ذکر نہیں فرمایا بلکہ جو چیز [illegible] کھانے کی [illegible] تھیں [illegible] کھانا بھی بتائی ہیں۔ انہی کے ذریعہ صدقہ فطر کی ادائیگی بتائی۔ حدیث بالا میں جس کا ترجمہ بھی ہوا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فی کس صدقہ فطر کی ادائیگی کے لئے دینے کا ذکر ہے اور بعض روایات میں ایک صاع گیہوں دو آدمیوں کی طرف سے بطور صدقہ فطر دینا بھی وارد ہوا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ کا یہی مذہب ہے لہٰذا اگر صدقہ فطر میں "جو" دے تو ایک صاع دے اور گیہوں دے تو آدھا صاع دے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں "جو" اور "گیہوں" وغیرہ ناپ کر فروخت کیا کرتے تھے اور ان چیزوں کو تولنے کے بجائے ناپنے کا رواج تھا۔ اس زمانہ میں ناپنے کا جو ایک پیمانہ تھا اسی کے حساب سے حدیث شریف میں صدقہ فطر کی مقدار بتائی ہے۔ ایک صاع چھ اوپر ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے۔ ہندوستان کے بزرگوں نے جب اس کا حساب لگایا تو ایک شخص کا صدقہ فطر گیہوں کے اعتبار سے اسی (۸۰) کے سیر سے ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک ہوا۔ عام طور سے کتابوں میں عوام کی رعایت سے پونے دو سیر والی بات لکھی جاتی ہے۔ اگر ایک گھر میں میاں بیوی اور چند بالغ بچے ہوں تو مرد پر اپنی طرف سے اور نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر میں فی کس ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گندم یا اس کا دوگنا جو [illegible] واجب ہے۔ بیوی کی

طرف سے مرد پر صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے اور ماں جتنی بھی مالدار ہے نابالغ اولاد کا صدقہ فطر اس کو ادا کرنا واجب نہیں۔ یہ صدقہ باپ پر واجب ہوتا ہے۔

نابالغ کی طرف سے صدقہ فطر

اگر کسی نابالغ کی ملکیت میں خود اپنا مال ہو جس پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے تو اس کا وارث اسی کے مال سے اس کا صدقہ فطر ادا کرے۔ اپنے مال سے دینا واجب نہیں۔

سوال: بچہ کی ملکیت میں مال کہاں سے آئے گا؟

جواب: اس طرح سے آ سکتا ہے کسی کی میراث سے اس کو مال پہنچ جائے یا کوئی شخص اس کو ہبہ کر دے۔

حدیث شریف میں غلاموں کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس سے نوکر چاکر مزدوری پر خدمت کرنے والے مراد نہیں ہیں۔ جب مسلمان اللہ کے لئے جہاد کیا کرتے تھے تو امیر المومنین کافروں کو قید کر کے غلام بنالیتا تھا اور مجاہدین میں تقسیم کر دیتا تھا وہ غلام اور باندی مسلمانوں کی ملکیت ہوتے تھے۔ آج کل کہیں اگر جنگ ہوتی ہے تو وطنی اور ملکی لڑائی ہوتی شرعی جہاد ہوتا نہیں لہذا مسلمان غلام اور باندی سے محروم ہیں۔

جس نے روزے نہ رکھے ہوں اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے۔

اگر کسی بالغ مرد اور عورت نے کسی وجہ سے روزے نہ رکھے تب بھی صدقہ فطر کا نصاب ہونے پر صدقہ کی ادائیگی واجب ہے۔

صدقہ فطر میں نقد قیمت یا آٹا وغیرہ

صدقہ فطر میں گیہوں کا آٹا بھی دیا جا سکتا ہے۔ وزن وہی ہے جواوپر گزرا اور جو کا آٹا بھی دے سکتا ہے اس کا وزن بھی وہی ہے جو "جو" کا وزن ہے۔

مسئلہ: صدقہ فطر میں جو یا گیہوں کی نقد قیمت بھی دی جا سکتی ہے بلکہ اس کا دینا افضل ہے۔ اگر گیہوں اور جو کے علاوہ کسی دوسرے غلہ سے صدقہ فطر ادا کرے مثلاً چنا، چاول، باجرہ، جوار اور مکی وغیرہ دینا چاہے تو اتنی مقدار میں دے کہ اس کی قیمت ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گیہوں یا اس سے دوگنے جو کی قیمت کے برابر ہو جائے۔

دعا

حضرت علامہ سید سلیمان ندوی صاحبؒ

صدق احسان کی دولت مرے مولا دے دے
غم امروز بھلا دے غم فردا دے دے

دھن کچھ ایسی ہو فراموش ہو اپنی ہستی
دل دیوانہ و سودائی و شیدا دے دے

اپنے میخانے سے اور دست کرم سے اپنے
دونوں ہاتھوں مرے ساغر و مینا دے دے

کھول دے میرے لئے علم حقیقت کے در
دل دانا، دل بینا، دل شنوا دے دے

قول میں رنگ عمل بھر کے بنادے رنگین
لب خاموش بنا کر دل گویا دے دے

دل بے تاب ملے دیدۂ پر آب ملے
تپ آتش مجھے دے دے نم دریا دے دے

درد دل سینہ میں رہ رہ کے ٹھہر جاتا ہے
جو نہ ٹھہرے مجھے وہ درد خدایا دے دے

ڈاکٹر ہلوک نور باقی ۔ مترجم: سید محمد فیروز شاہ

روزہ ۔ ایک طبی معجزہ

ترجمہ: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کردیئے گئے جس طرح تم سے پہلے انبیاء کے پیروؤں پر فرض کئے گئے تھے۔ اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوگی۔ چند مقرر دنوں کے روزے ہیں۔ اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو۔ تو دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کرلے جو لوگ روزے رکھنے کی قدرت رکھتے ہوں (پھر نہ رکھیں) تو وہ فدیہ دیں۔ ایک روزے کا فدیہ مسکین کو کھانا کھلانا ہے اور جو اپنی خوشی سے کچھ زیادہ بھلائی کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے۔ اگر تم سمجھو تو تمہارے حق میں اچھا یہی ہے کہ روزے رکھو۔ (البقرۃ آیت نمبر ۱۸۳۔۱۸۴)

''اگر تم سچ کو سمجھو تو تمہارے حق میں یہ بہتر ہے کہ مشکلات کے باوجود بھی تم روزہ رکھو۔''

ہم سب جانتے ہیں کہ سورۃ البقرہ کی آیات ۱۸۳ سے ۱۸۷ تک ہمارے دین کے ایک اہم رکن روزہ کا حکم دیا گیا ہے اور تمام تفصیلات بتائی گئی ہیں۔ ہم آیت نمبر ۱۸۴ آخری حصہ میں بیان کردہ حقائق کا طبی نکتہ نظر سے مطالعہ کریں گے۔ اس حصہ میں بتایا گیا ہے کہ روزہ ایک بے حد اچھی چیز ہے جس سے بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اس امر کا بھی اعلان کیا گیا ہے کہ ہم اس سے حاصل کردہ رحمتوں کو سمجھ سکتے ہیں بشرطیکہ ہم سچ کو پہچان سکیں۔

ابھی کچھ عرصہ قبل تک یہ سمجھا جاتا تھا کہ روزہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ اس سے نظام ہضم کو آرام ملتا ہے۔ جیسے جیسے طبی علم نے ترقی کی اس حقیقت کا بتدریج علم حاصل ہوا کہ روزہ تو ایک طبی معجزہ ہے۔ اسی وجہ سے آیت کریمہ کا آخری حصہ یہ کہتا ہے ''اگر تم سمجھو تو۔''

آیئے اب ہم سائنسی تناظر میں دیکھیں کہ کس طرح روزہ ہماری صحت مندی میں مدد دیتا ہے۔

الف: روزہ کا نظام ہضم پر اثر

نظام ہضم جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ ایک دوسرے سے قریبی طور پر ملے ہوئے بہت سے اعضاء پر مشتمل ہوتا ہے۔ اہم اعضاء جیسے کہ منہ اور جبڑے میں لعابی غدود۔ زبان' گلا' منقوی نالی (ALIMENTARY CANAL) (یعنی گلے سے معدہ تک خوراک لے جانے والی نالی) معدہ بارہ انگشت آنت' جگر اور لبلبہ اور آنتوں کے مختلف حصے وغیرہ تمام اس نظام کا حصہ ہیں۔ اس نظام کا اہم حصہ یہ ہے کہ یہ سب پیچیدہ اعضاء خود بخود ایک کمپیوٹری نظام سے عمل پذیر ہوتے ہیں جیسے ہی ہم کچھ کھانا شروع کرتے ہیں یا کھانے کا ارادہ ہی کرتے ہیں یہ پورا نظام حرکت میں آجاتا ہے اور ہر عضو اپنا مخصوص کام شروع کردیتا ہے یہ ظاہر ہے کہ سارا نظام چوبیس گھنٹے ڈیوٹی پر ہونے کے علاوہ اعصابی دباؤ اور غلط قسم کی خوراک کی وجہ سے ایک طرح سے گھس جاتا ہے۔

روزہ ایک طرح اس سارے نظام ہضم پر ایک ماہ کا آرام طاری کردیتا ہے۔ مگر درحقیقت اس کا حیران کن اثر بطور خاص جگر پر ہوتا ہے۔ کیونکہ جگر کے کھانا ہضم کرنے کے علاوہ پندرہ مزید عمل بھی ہوتے ہیں۔ یہ اس طرح تھکان کا شکار ہوجاتا ہے جیسے ایک چوکیدار ساری عمر کے لئے پہرے پر کھڑا ہو۔ اسی کی وجہ سے صفرا (BILE) کی رطوبت جس کا اخراج ہاضمہ کے لئے ہوتا ہے مختلف قسم کے مسائل پیدا کرتا ہے اور دوسرے اعمال پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔

دوسری طرف روزہ کے ذریعے جگر کو چار سے چھ گھنٹوں تک آرام مل جاتا ہے۔ یہ روزہ کے بغیر قطعی ناممکن ہے کیونکہ بے حد معمولی مقدار کی خوراک یہاں تک کہ ایک گرام کے دسویں حصہ کے برابر بھی اگر معدہ میں داخل ہوجائے تو پورے نظام ہضم کا کمپیوٹر اپنا کام شروع کردیتا ہے اور جگر فوراً مصروف عمل ہوجاتا ہے سائنسی نکتہ نظر سے یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ اس آرام کا وقفہ ایک سال میں ایک ماہ تو لازمی ہونا چاہیے۔

جدید دور کا انسان جو اپنی زندگی کی غیر معمولی قیمت مقرر کرتا ہے متعدد طبی معائنوں کے ذریعے اپنے آپ کو محفوظ سمجھنا شروع کردیتا ہے لیکن اگر جگر کے خلیے کو قوت گویائی حاصل ہوتی تو وہ ایسے انسان سے کہتا کہ ''تم مجھ پر ایک عظیم احسان صرف روزے کے ذریعے ہی کرسکتے ہو۔''

جگر پر روزہ کی برکات میں سے ایک وہ ہے جو خون کے کیمیائی عمل پر اس کی اثر اندازی سے متعلق ہے۔ جگر کے انتہائی مشکل کاموں میں ایک کام اس توازن کو برقرار رکھنا بھی ہے جو غیر ہضم شدہ خوراک اور تحلیل شدہ خوراک کے درمیان ہوتا ہے۔ اسے یا تو ہر لقمے کو اسٹور میں رکھنا ہوتا ہے یا پھر خون کے ذریعے اسے ہضم ہو کر تحلیل ہوجانے کے عمل کی نگرانی کرنا

ہوتی ہے۔ روزے کے ذریعے جگر توانائی بخش کھانے کے اسٹور کرنے کے عمل سے بڑی حد تک آزاد ہو جاتا ہے۔ اس طرح جگر اپنی توانائی خون میں گلوبلن (GLOBULIN) جو جسم کے محفوظ رکھنے والے (IMMUNE) سسٹم کو تقویت دیتا ہے' کی پیداوار پر صرف کرسکتا ہے۔ روزے کے ذریعے گلے اور خوراک کی نالی کے بے حد حساس اعضاء کو جو آرام نصیب ہوتا ہے اس تحفے کی کوئی قیمت ادا نہیں کی جاسکتی۔

انسانی معدہ روزے کے ذریعے جو بھی اثرات حاصل کرتا ہے وہ بے حد فائدہ مند ہوتے ہیں۔ اس ذریعہ سے معدہ سے نکلنے والی رطوبتیں بھی بہتر طور پر متوازن ہو جاتی ہیں۔ اس کی وجہ سے روزہ کے دوران تیزابیت (ACID) جمع نہیں ہوتی اگرچہ عام قسم کی بھوک سے یہ بڑھ جاتی ہے۔ لیکن روزہ کی نیت اور مقصد کے تحت تیزابیت کی پیداوار رک جاتی ہے۔ اس طریقہ سے معدے کے پٹھے اور معدے کی رطوبت پیدا کرنے والے خلیے رمضان کے مہینے میں آرام کی حالت میں چلے جاتے ہیں۔ جو لوگ زندگی میں روزے نہیں رکھتے' ان کے دعوؤں کے برخلاف یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایک صحت مند معدہ شام کو روزہ کھولنے کے بعد زیادہ کامیابی سے ہضم کا کام سرانجام دیتا ہے۔

روزہ آنتوں کو بھی آرام اور توانائی فراہم کرتا ہے۔ یہ صحت مند رطوبت کے بننے اور معدہ کے پٹھوں کی حرکت سے ہوتا ہے۔ آنتوں کے شرائین کے غلاف کے نیچے محفوظ (ENDOTHELIUM) (IMMUNE) رکھنے والے نظام کا بنیادی عنصر موجود ہوتا ہے' جیسے انتڑیوں کا جال۔ روزے کے دوران ان کو نئی توانائی اور تازگی حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح ہم ان تمام بیماریوں کے حملوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں جو ہضم کرنے والی نالیوں پر ہو سکتے ہیں۔

(ب): روزے کے دوران خون پر فائدہ مند اثرات

دن میں روزہ کے دوران خون کی مقدار میں کمی ہو جاتی ہے۔ یہ اثر دل کو انتہائی فائدہ مند آرام مہیا کرتا ہے۔ زیادہ اہم یہ بات ہے کہ سیلوں کے درمیان (INTERCELLULAR) مائع کی مقدار میں کمی کی وجہ سے ٹشو یعنی پٹھوں پر دباؤ کم ہو جاتا ہے۔ پٹھوں پر دباؤ یا عام فہم میں ڈائسٹالک (DIASTOLIC) دباؤ دل کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ روزے کے دوران ڈائسٹالک پریشر ہمیشہ کم سطح پر ہوتا ہے یعنی اس وقت دل آرام یا ریسٹ کی صورت میں ہوتا ہے۔ مزید برآں آج کا انسان ماڈرن زندگی کے مخصوص حالات کی بدولت شدید تناؤ یا ہائپرٹینشن (HYPERTENSION) کا شکار ہے۔ رمضان کے ایک ماہ کے روزے بطور خاص ڈائسٹالک پریشر کو کم کر کے انسان کو بے پناہ فائدہ پہنچاتے ہیں۔

روزے کا سب سے اہم اثر دوران خون پر اس پہلو سے ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ اس سے خون کی شریانوں پر کیا اثر ہوتا ہے۔ اس حقیقت کا علم اب عام ہے کہ خون کی شریانوں کی کمزوری اور فرسودگی کی اہم ترین وجوہات میں سے ایک وجہ خون میں باقی ماندہ مادے (REMINANTS) کا پوری طرح تحلیل نہ ہو سکنا ہے۔ جبکہ دوسری طرف روزے میں بطور خاص افطار کے وقت کے نزدیک خون میں موجود غذائیت کے تمام ذرے تحلیل ہو چکے ہوتے ہیں۔ ان میں سے کچھ بھی باقی نہیں بچتا۔ اس طرح خون کی شریانوں کی دیواروں پر چربی یا دیگر اجزاء جم نہیں پاتے اس طرح شریانیں سکڑنے سے محفوظ رہتی ہیں۔ چنانچہ موجودہ دور کی انتہائی خطرناک بیماریوں جن میں شریانوں کی دیواروں کی سختی (ARTERIOSCLEROSIS) نمایاں ترین ہے سے بچنے کی بہترین تدبیر روزہ ہی ہے۔

چونکہ روزے کے دوران گردے جنہیں دوران خون ہی ایک حصہ سمجھا جاسکتا ہے۔ آرام کی حالت میں ہوتے ہیں اس لئے جسم کے ان اہم اعضاء کی قوت بھی روزے کی برکت سے بحال ہو جاتی ہے۔

(ج) خلیہ' سیل (CELL) پر روزے کا اثر

روزے کا سب سے اہم اثر خلیوں کے درمیان اور خلیوں کے اندرونی سیال مادوں کے درمیان توازن کو قائم رکھنے سے ہے۔ چونکہ روزے کے دوران مختلف سیال مقدار میں کم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے خلیوں کے عمل میں بڑی حد تک سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح لعاب دار جھلی کی بالائی سطح سے متعلق خلیے جنہیں اپی تھیلیئل (EPITHELIAL) سیل کہتے ہیں اور جو جسم کی رطوبت کے متواتر اخراج کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ ان کو بھی صرف روزے کے ذریعے آرام اور سکون ملتا ہے جس سے ان کی صحت مندی میں اضافہ ہوتا ہے۔ خلیات کے علم کے نکتہ نظر سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ لعاب بنانے والے (PITUITARY) غدود۔ گردن کے غدود تھوریہ (THYROID) اور لبلبہ (PANCREAS) کے غدود شدید بے چینی سے ماہ رمضان کا انتظار کرتے ہیں تاکہ روزے کی برکت سے کچھ ستانے کا موقع حاصل کرسکیں اور مزید کام کے لئے اپنی توانائیوں کو جلا بخشیں۔

(د) روزے کا اعصابی نظام پر اثر (NERVOUS SYSTEM)

اس حقیقت کو پوری طرح سمجھ لینا چاہیے روزے کے دوران ان چند لوگوں میں پیدا ہونے والا چڑچڑاپن اور بے دلی کا اعصابی نظام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس قسم کی صورت حال ان انسانوں کے اندر انانیت (EGOTISTIC) یا طبیعت کی سختی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف روزے کے دوران اعصابی نظام مکمل سکون اور آرام کی حالت میں ہوتا ہے۔ عبادات کی بجاآوری سے حاصل شدہ تسکین ہماری تمام کدورتوں اور غصے کو دور کردیتی ہے۔ اس سلسلے میں زیادہ خشوع وخضوع اور اللہ کی مرضی کے سامنے سرنگوں ہونے کی وجہ سے تو ہماری پریشانیاں بھی تحلیل ہوکر ختم ہوجاتی ہیں۔ اس طرح آج کے دور کے شدید مسائل جو اعصابی دباؤ کی صورت میں ہوتے ہیں تقریباً مکمل طور پر ختم ہوجاتے ہیں۔

روزے کے دوران ہماری جنسی خواہشات چونکہ علیحدہ ہوجاتی ہے۔ اس وجہ سے بھی ہمارے اعصابی نظام پر منفی اثرات مرتب نہیں ہوتے۔

روزہ اور وضو کے مشترک اثر سے جو مضبوط ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے اس سے دماغ میں دوران خون کا بے مثال توازن قائم ہوجاتا ہے جو صحت مند اعصابی نظام کی نشاندہی کرتا ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کرچکا ہوں کہ اندرونی غدودوں کو جو آرام اور سکون ملتا ہے وہ پوری طرح سے اعصابی نظام پر اثر پذیر ہوتا ہے جو روزے کا اس انسانی نظام پر ایک اور احسان ہے۔

انسانی تحت الشعور جو رمضان کے دوران عبادت کی مہربانیوں کی بدولت صاف شفاف اور سکین پذیر ہوجاتا ہے اعصابی نظام سے ہر قسم کے تناؤ اور الجھن کو دور کرنے میں مدد دیتا ہے۔

(ح) خون کی تشکیل اور روزے کی لطافتیں

خون ہڈیوں کے گودے میں بنتا ہے جب بھی جسم کو خون کی ضرورت پڑتی ہے ایک خودکار نظام ہڈی کے گودے کو حرکت پذیر STIMULATE کردیتا ہے کمزور اور لاغر لوگوں میں یہ گودہ بطور خاص سست حالت میں ہوتا ہے۔ یہ کیفیت بڑے بڑے شہروں میں رہنے والوں کے ضمن میں بھی پائی جاتی ہے۔ اسی کی وجہ سے مژمردہ اور پیلے چہروں میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

روزے کے دوران جب خون میں غذائی مادے کم ترین سطح پر ہوتے ہیں تو ہڈیوں کا گودہ حرکت پذیر ہوجاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں لاغر لوگ روزہ رکھ کر آسانی سے اپنے اندر زیادہ خون پیدا کرسکتے ہیں۔ بہرحال یہ تو ظاہر ہے کہ جو شخص خون کی پیچیدہ بیماری میں مبتلا ہو اسے طبی معائنے اور ڈاکٹر کی تجویز کو ملحوظ خاطر رکھنا ہی پڑے گا۔ چونکہ روزے کے دوران جگر کو ضروری آرام مل جاتا ہے یہ ہڈی کے گودے کے لئے ضرورت کے مطابق اتنا مواد مہیا کردیتا ہے جس سے با آسانی اور زیادہ مقدار میں خون پیدا ہوسکے۔

اس طرح روزے سے متعلق بہت سی اقسام کی حیاتیاتی برکات کے ذریعے ایک پتلا دبلا شخص اپنا وزن بڑھا سکتا ہے۔ اسی طرح موٹے اور فربہ لوگ بھی صحت پر روزے کی عمومی برکات کے ذریعے اپنا وزن کم کرسکتے ہیں۔

ہاں مہربان قاری! آیئے اب دوبارہ آیت نمبر ۱۸۴ کے آخری حصہ کو یاد کریں اور قرآن کے پاک معجزے کی مسرت سے لطف اندوز ہوں۔

"اگر تم سمجھو (یعنی اگر تم جسم کے حیاتیاتی علم کو سمجھو) تو تمہارے حق میں یہی اچھا ہے کہ تم روزہ رکھو" (چاہے اس میں تمہیں مشکلات بھی نظر آئیں)۔

داخلہ جاری ہے
جو جاں مانگو تو جاں دیں گے جو مال مانگو تو مال دیں گے
مگر یہ ہم سے نہ ہوسکے گا نبی کا جاہ وجلال دے دیں
ختم نبوت کالج آف کمپیوٹر سائنسز
لکڑمنڈی سرگودھا
فیس اس قدر کم کہ نہ ہونے کے برابر پاکیزہ ماحول عریانی فحاشی بے حیائی اور دیگر کفریہ عقائد سے محفوظ
CCA, COM, DOM, DCA, DCG کورسز شروع ہیں
دیگر حسب خواہش: 710474
برائے رابطہ: حافظ محمد اکرم طوفانی (پرنسپل آف کالج)

تلاش

مولانا ابوالکلام آزاد

جب کہ میں تلاش مقصود میں بھٹک رہا تھا تو اس نے جس کا ہاتھ ہمیشہ سرگشتگان حیرانی کا دستگیر اور کشتگان تحیر کے لئے رہنما و دلیل ہے۔ میرا ہاتھ پکڑ لیا اور چہرہ مقصود کو بے نقاب کر دیا۔ میں نے اس بجلی کی طرح جو اچانک ظلمت طوفانی میں چمکتی ہے اس کو دیکھا پر اس نے بجلی کی طرح مجھ سے بے وفائی نہ کی اور اپنی روشنی دے کر پھر واپس نہ لی۔

اب میری حیرانی ختم ہوگئی ہے میں ظلمت میں نہیں بلکہ الحمدللہ روشنی میں ہوں پس تیار ہوں کہ اٹھوں اور جو راہ اس نے دکھلائی ہے بلاتوقف اس کی طرف روانہ ہو جاؤں۔ جو دلوں کو کھولتا' دماغوں کی رہنمائی کرتا' آنکھوں کو دکھلاتا اور ہاتھوں کو پکڑتا ہے۔ ضروری ہے کہ اپنی راہنمائی کا دروازہ اب بھی کھلا رکھے گا اور ٹھوکروں اور گمراہیوں سے بچے گا۔ وہ ہر اس دل کے ہاتھ جو اس کے ہاتھ ہونا چاہیے اور ہر اس بھروسہ کرنے والے کو بچانے والا ہے جو اس پر بھروسہ کرے۔

''اے غافل لوگو! اس فیصلے کے دن کے آنے سے پہلے اپنے خدا کا کہا مان لو جو اس کی طرف سے اعمال بد کے بدلے میں آنے والا ہے اور اس کا ٹلنا ممکن نہیں۔ اس دن نہ تو تمہارے لئے کہیں پناہ ہوگی اور نہ تم اپنے اعمال بد سے انکار ہی کر سکو گے۔ اگر اس طرح سمجھا دینے پر بھی یہ لوگ روگردانی کریں تو (اے پیغمبر ﷺ) ہم نے کچھ تم کو ان پر داروغہ بنا کر تو بھیجا نہیں۔ تمہارے ذمہ تو بس حکم الٰہی کا پیغام پہنچا دینا ہی ہے۔ ماننا یا نہ ماننا سننے والوں کا کام ہے۔''

(پ۲۵ ع۶)

دنیا میں قوموں کے لئے بڑے بڑے کام ہیں بہت سے ہیں جن کو اپنے ایوان حکومت اور تخت وجلال کی آرائش کرنی ہے۔ بہت سے ہیں جن کو اپنے عظیم الشان متمدن شہروں اور اپنی عالمگیر تجارت کی حفاظت مقصود ہے۔ بعض اپنی قومی دولت و ثروت کے بڑھانے کی فکر میں ہیں اور بعض خدا کی زمینوں پر قبضہ کرنے کے انتظام میں ہیں لیکن غور کرو کہ اب ہمارے لئے دنیا میں کیا باقی رہ گیا ہے؟ حکومتیں باقی نہیں رہیں کہ ان کے دبدبہ و سطوت کا نقارہ بجائیں دولت و ثروت کب کی جا چکی ہے اور جو رہ چکی ہے وہ بھی برف آتش زدہ ہے نئی زمینوں پر قبضہ کرنے کی کیا فکر کریں کہ جو چند گوشے اپنے ایام ذلت ونکبت بسر کرنے کے لئے باقی رہ گئے تھے ان کے لائق بھی نہ نکلے تہذیب و تمدن کی جگہ وحشت و جہالت ہمارا مایہ انسانیت سمجھا جاتا ہے اور دنیا کی قوموں کی فہرست میں ہمارے نام کے ساتھ وحشی اور ''نا قابل حیات زندگی'' کے القاب لکھے جاتے ہیں کیونکہ اللہ کی زمین پر رہنے کے اب قابل نہیں رہے ہم سے زمینیں چھین لینی چاہئیں اور جس قدر جلد ممکن ہو ہمارے بار ذلت سے دنیا کو پاک کر دینا چاہیے۔ ہماری تیرہ سو برس کی تاریخ کے بعد آج کل کی سرگزشت حیات صرف اتنی ہی باقی رہ گئی ہے: فیا للعار! ویا للاسف! واہ! اوثم اہ!

گلگونہ عارض ہے نہ ہے رنگ حنا تو
اے خون شدہ دل تو تو کس کام نہ آیا

ہماری تمام متاع اقبال لٹ چکی ہے۔ ایوان حکومت کھدر ہے ہیں تخت شاہی لٹ گئے ہیں۔ اب ہمارے پاس کچھ باقی رہ گیا تو بس یہی چند مسجدوں کی محرابیں ہیں اور چند عبادت گاہوں کے صحن اور یا پھر وہ گنبد سبز جس کے نیچے دنیا کا سب سے بڑا انسان آرام کر رہا ہے۔

پھر اے وہ لوگو! کہ اپنے ایوان حکومت کی حفاظت نہ کر سکے کیا آج خدا کی عبادت گاہوں کی محرابوں اور اس کی صدائے توحید بلند کرنے کے میناروں کو بھی حفاظت نہ کر سکو گے؟

غفلت سرشت انسان کا قاعدہ ہے کہ بہت سی مصیبتیں اس کے لئے اس قدر جگر دوز اور زہرہ گداز ہوتی ہیں کہ ان کا تصور بھی کرتا ہے تو کانپ اٹھتا ہے لیکن پھر جب وقت آ جاتا ہے اور وہ مصیبت سر پر آ کھڑی ہو جاتی ہے تو کچھ دیر تک متحیر رہ کر' کچھ دیر رو دھو کر اور کچھ دیر تک ماتم و فغاں سنجی کر کے آگے بڑھ جاتا ہے اور جس وقت کے تصور سے لرز جاتا تھا اس کو اس طرح جھیل جاتا ہے گویا کوئی واقعہ ہوا ہی نہ تھا۔

ایک مدت سے عالم اسلامی کے آخری مصائب کے تصور سے کانپ رہے ہیں۔ ''آخری وقت'' اور ''فیصلہ کن وقت'' ہماری زبانوں پر ہے۔ ہم اس وقت کا ذکر کرتے تھے جب اعدائے اسلام

ہمارے نیست و نابود کر دینے کے لئے اکٹھا ہو جائیں گے۔ ہم اس مصیبت کبریٰ کے خیال سے لرزاٹھتے تھے۔ جب دشمن قسطنطنیہ کے دروازوں پر آ پہنچیں گے۔ ہم غافلوں کو ڈراتے تھے کہ ہوشیار ہوں کیونکہ ایک وقت آنے والا ہے جب آخری فیصلہ کی گھڑی سر پر آ جائے گی۔ ہم سوتوں کو جگاتے ہیں کہ اٹھ کھڑے ہوں کیونکہ وہ نزع اکبر اور طامۃ الکبریٰ کا وقت کبھی نہ کبھی آنے والا ہے۔ جب فنا و بقا اور موت و حیات کا فیصلہ آخری ہو جائے گا۔

پھر اگر آنکھیں کھول کر دیکھو تو اس وقت موعود اور مصیبت منتظرہ کا دن تو آ گیا اور اگر اس کی آخری ساعات نہیں آئی ہیں تو اس کو بھی دور نہ سمجھو لیکن کیا اپنی غفلت پیشگی کی عام عادت کی طرح اس بارے میں بھی ہمارا ویسا ہی حال ہوگا جیسا کہ ہر آنے والی مصیبت کے آ جانے کے بعد ہوا کرتا ہے؟ کیا ہم اسے جھیل جائیں گے؟ کیا چند آنسوؤں کی ریزش اور چند آنسوؤں کی کشش سے زیادہ اور کچھ نہ ہوگا؟ اور کیا پانی سر سے گزر جائے گا اور ہمارے ہاتھوں کی حرکت نہ ہوگی؟

خاکم بدہن! تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لو کہ وہ سب کچھ ہو گیا جس کے ہونے میں اب کچھ دیر نہیں ہے۔ چشم تصور سے کام لو کہ جس آخری ساعت کے تصور سے ڈرتے تھے اور ڈراتے تھے وہ مع اپنی آخری ہلاکتوں اور بربادیوں کے آ گئی۔ انگلستان نے عرب و عراق اور حجاز و حرمین کی ریاست کی دیرینہ آرزو پوری کر لی۔ شام پر فرانس نے قبضہ کر لیا۔ بقیہ ایشیا، جرمنی کے زیر علم آ گیا۔ قسطنطنیہ اور درہ دانیال کا بھی وہی حشر ہو گیا جو مسئلہ مشرق کے انفصال کے وقت سب سے پہلے ہو کر رہے گا اور اپنی موت کی آخری خبر بھی ہم موجودہ جنگ کی خبروں کی طرح رپورٹر کی زبانی سن لی۔ تو پھر بتلاؤ کہ اس وقت اس کے سوا اور کیا ہوگا جو کچھ اس وقت ہو رہا ہے؟ کیا در و دیوار سے سر ٹکراؤ گے؟ کیا آبادیوں کو چھوڑ کر جنگلوں اور صحراؤں میں چلے جاؤ گے؟ کیا گنگا اور جمنا کی سطح تم کو اپنی آغوش میں لے کر بچالے گی یا بحر عرب کی موجوں میں تمہیں پناہ مل جائے گی؟

اگر ایسا نہ ہوگا تو پھر کیا دنیا میں کوئی انقلاب عظیم ہو جائے گا؟ کیا آفتاب اپنے مرکز حرکت کو چھوڑ دے گا؟ کیا زمین حرکت سے معطل ہو جائے گی؟ کیا ستارے آپس میں ٹکرا جائیں گے؟

اگر یہ بھی نہ ہوگا تو کیا ہم رات کا سونا اور دن کا کاروبار چھوڑ دیں گے کیا کھانا، پینا بالکل بند کر دیں گے؟ کیا ہم میں زندگی کی احتیاج باقی نہیں رہے گی؟ حالانکہ ہم کو دنیا کے اندر تبدیلی پیدا ہونے کی خواہش کا کیا حق ہے جب کہ ہم خود اپنے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتے!

دنیا اس طرح کبھی نہیں بدلی ہے اور وہ ہماری امیدوں اور ولولوں کی تابع نہیں۔ ایران نے بابل کو مسمار کر دیا مگر آفتاب اسی طرح طلوع ہوا جیسا کہ روز ہوتا تھا۔ سکندر نے ایران میں آگ لگا دی مگر انسان نے اپنے گھروں کو اور صحرا کی چڑیوں نے اپنے آشیانوں کو نہیں چھوڑا۔ بابل و نینوا کے عظیم الشان تمدن برباد ہو گئے مگر ان کی بربادی کے ماتم میں شاید کائنات کے ایک ذرے نے بھی زحمت نہ اٹھائی۔ یونان اور رومۃ الکبریٰ کے طلائی مندروں اور سنگی دارالعلوموں کی دیواریں سرنگوں تھیں اور اسکندریہ کے بیت العلم کا چراغ گل ہو گیا تھا مگر عرب کے شتر سواروں نے کب اس کی پروا کی اور انقلاب عظیم نے کب کاروبار عالم کو معطل کیا؟

اس کائنات ارضی کی گھڑی اپنے کیل پرزوں پر چل رہی ہے اور وہ ان حوادثات و تغیرات سے بند نہیں ہو سکتی۔ پس اس کی تبدیلی کی خواہش بے فائدہ ہے۔ اس میں نہ کبھی تبدیلی ہوئی ہے اور نہ ہماری خاطر اب ہوگی۔ یہ کوئی تعجب اور حیرت کی بات نہیں۔ البتہ ایک دنیا خود تمہارے اندر موجود ہے۔ سخت تعجب اور حیرت ہے اگر ان حوادثات و انقلابات سے خود ان کے اندر کوئی تبدیلی نہ ہو! اور اگر اس وقت نہ ہوگی تو پھر کس وقت کا انتظار ہے؟

ہماری ساری بدبختی اس میں ہے کہ ہم اپنی فتح و شکست کو ایڈریانوپل کے سامنے ڈھونڈتے ہیں حالانکہ اس کا اصلی میدان ہمارے دل کے اندر ہے۔ جب تک ہم خود اپنے اندر فتح یاب نہ ہوں گے اس وقت تک باہر بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

ہاں! ایک وقت آنے والا تھا اور وہ آ گیا۔ ایک یوم الطفل تھا۔ جس کا آفتاب طلوع ہو گیا۔ پرانی پیشن گوئیوں میں کہا گیا ہے کہ آفتاب مغرب سے نکلے گا اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آفتاب مغرب سے نکل چکا ہے اور توبہ کا دروازہ (کہ فقط مایۂ امیدواری ما بہ بختاں عالم بود) روز بروز ہم پر بند ہو رہا ہے!

پس وقت آ گیا ہے کہ جس کو اٹھنا ہے اٹھے جس کو چلنا ہے چلے اور جس کو اپنے روٹھے ہوئے خدا سے صلح کر لینی ہے کر لے۔ کیونکہ ساعت آخری، نتائج سامنے، مہلت قلیل اور فرصت مفقود ہے۔

موسم گزر رہا ہے۔ آسمان ہمیشہ مہربان نہیں ہوتا اور وقت جا کر واپس نہیں آتا۔ آج آٹھ ماہ سے دیکھ رہا ہوں کہ عالم اسلامی میں جو ایک عام حرکت بیداری ہو گئی ہے اور موجودہ مصائب نے بالخصوص مسلمانان ہند کے دلوں پر اضطراب طاری کر دیا ہے۔ وہ ایک اصلی اور حقیقی قوت دراور آخری فرصت عمل

ہے جس سے اگر کوئی صحیح اور موصل الی المقصود کام نہ لیا گیا تو پھر ہمیشہ حسرت و ماتم کے سوا اور کچھ نہ ہوگا۔ روپیہ کا فراہم کرنا' جذبات و عواطف اسلامیہ کو حرکت میں لانا۔ مجالس تذکرہ مصائب اور مجامع تحریک و تشویق اور اسی طرح کی تمام باتیں دراصل ضمنی اور بطور ذرائع و وسائل کے تھیں پھر اگر ہماری تمام بیداری صرف آلات کی تیاری ہی میں صرف ہوگئی اور اصل عمل کی توفیق نہ ملی تو یہ ایک بہت بڑی بدبختی ہوگی۔

لوگوں کی نظر سطحی اور بالائی چیزوں پر تھی مگر میں حقیقت حال کو سوچ رہا تھا لوگ متاسف تھے کہ محرابیں خوشنما نہیں انہیں بدل ڈالئے مگر میں رو رہا تھا کہ بنیاد کھوکھلی ہوگئی ہے۔ اس کی درستگی کی کیا تدبیر ہو؟

اصلی چیز یہ تھی کہ وہ وقت کے مصائب دراصل ان دائمی اور مستمر اسباب کا نتیجہ تھے جو پچھلی دو صدیوں سے عالم اسلامی پر طاری ہیں اور جب تک اس سوراخ کو بند نہ کیا جائے۔ جہاں سے سیلاب نکل کر بہا ہے اس وقت تک صرف پانی کے ڈول بھر بھر کر پھینکنا یا درودیوار کو مضبوط بنانے کے لئے مصالح جمع کرنا بالکل لاحاصل ہے۔

میں اپنے کاموں سے غافل نہ تھا۔ میں جو کچھ لکھ رہا تھا۔ اس کو ایک لمحہ کے لئے اپنی ہمتوں اور عزموں کا اصلی مصرف نہیں سمجھا بلکہ ہمیشہ کسی اور مقصود حقیقی کی طرف جانے کے لئے ایک وسیلہ وذریعہ یقین کیا لیکن مشکل یہ تھی کہ طریق عمل کا فیصلہ آسان نہ تھا۔

اس عرصہ میں کتنی اسکیمیں بنائیں اور پھر ان کو چاک کیا اور کتنی راہیں سامنے آئیں اور پھر ایک قدم اٹھا کر واپس آ گیا۔ ہمارا مرض ایک ہی نہیں ہے اور ہمارا گھر ہر طرف سے اجڑا ہوا ہے۔ ضرورت ایک ایسے راہ عمل کی تھی کہ ایک ہی راہ ہو کیونکہ ایک وقت میں انسان ایک ہی راہ چل سکتا ہے لیکن ایسی ہو کہ پھر اس کے بعد کسی راہ کی تلاش کی ضرورت باقی نہ رہے اور ہمارے تمام امراض کے لئے ایک نسخہ وحید اور علاج جامع ہو۔

آپ یقین کریں کہ میں نے بہت سوچا۔ انسانی دماغ کسی چیز میں جس قدر غور کر سکتا ہے۔ شاید میں نے ہمیشہ کیا اور مفصل اور پیہم کیا لیکن بایں ہمہ کسی ایک تجویز اور راہ پر پہنچ کر نہ رک سکا۔ یہاں تک کہ میں تھک گیا اور قریب تھا کہ مجھ پر عالم تحیر و تعطل طاری ہو جائے اور قوت فیصلہ جواب دیدے۔

لیکن جب کہ میں تلاش مقصود میں بھٹک رہا تھا تو اس نے جس کا ہاتھ ہمیشہ سرگشتگان حیرانی کا دستگیر اور گمشتگان تحیر کے لئے رہنما و دلیل ہے۔ میرا ہاتھ پکڑ لیا اور چہرہ مقصود کو بے نقاب کر دیا۔ میں نے اس بجلی کی طرح جو اچانک ظلمت طوفانی میں چمکتی ہے اس کو دیکھا پر اس نے بجلی کی طرح مجھ سے بے وفائی نہ کی اور اپنی روشنی دے کر پھر واپس نہ لی۔

اب میری حیرانی ختم ہوگئی ہے میں ظلمت میں نہیں بلکہ الحمدللہ روشنی میں ہوں پس تیار ہوں کہ اٹھوں اور جو راہ اس نے دکھلائی ہے بلاتوقف اس کی طرف روانہ ہو جاؤں۔ جو دلوں کو کھولتا' دماغوں کی رہنمائی کرتا' آنکھوں کو دکھلاتا اور ہاتھوں کو پکڑتا ہے۔ ضروری ہے کہ اپنی راہنمائی کا دروازہ اب بھی کھلا رکھے گا اور ٹھوکروں اور گمراہیوں سے بچے گا۔ وہ ہر اس دل کے ہاتھ جو اس کے ہاتھ ہونا چاہیے اور ہر اس بھروسہ کرنے والے کو بچانے والا ہے جو اس پر بھروسہ کرے۔

بقیہ: تعارفِ قرآن

قرآن اللہ کی ابدی قوانین (جو پچھلی کتابوں میں آ چکے ہیں) کی تصدیق بھی کرتا ہے اور ان کا پوری طرح احاطہ بھی کئے ہوئے ہے۔ اسی لئے ان صفات کی روشنی میں اسی آیت میں آگے چل کر ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

ترجمہ: "جو حکم اللہ نے نازل فرمایا ہے اس کے مطابق ان کا فیصلہ کرنا اور جو حق تمہارے پاس آ چکا ہے اسے چھوڑ کر ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا۔"

(المائدہ:٤٨)

قرآن حکیم صحف اولیٰ کا محیمن اس لئے ہے کہ اس کے سہارے انسان اپنی منزل تک پہنچ سکے اور منزل تک پہنچنے کے لئے اسے جس سہارے کی ضرورت ہے وہ یہی ابدی تعلمات ہیں۔ اسی لئے قرآن نے اپنے آپ کو بلوغ بھی قرار دیا ہے۔

ترجمہ: "اور یہ قرآن مجھ پر اس لئے وحی کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے تم کو اور جس تک پہنچ سکے اسے آگاہ کردوں۔" (انعام:١٩)

انذار (ڈراوے) کا ذکر بشارت کے ساتھ ہونا چاہئے تھا کیونکہ بشارت اور انذار دونوں سے مل کر ایک بات کی تکمیل ہوتی ہے۔ قرآن مومنوں کے لئے بشارت ہے تو غلط روش حیات کو اپنانے والوں کے لئے انذار اور تنذیر انذار آگاہ کرنے کو کہتے ہیں کسی ایسی چیز (خطرے) کے نتائج سے آگاہ کرنے کو جو ابھی واقع نہ ہوئی ہو۔ قرآن نے زندگی کے دو اسالیب کو صاف صاف پیش کر دیا ہے ایک اسلام دوسرا کفر۔ ایک کے لئے بشارت ہے' دوسرے کے لئے انذار' لیکن اس ڈراوے اور آگاہی سے صرف وہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جن کے دل مقفل نہ ہوں' کان کھلے ہوں اور آنکھیں دیکھ رہی ہوں ورنہ:

زندگی کے سارے سُکھ، صحّت اور تن دُرستی سے ہیں

ایلوویرا اور
منتخب نباتات کا
صحّت افزا مرکّب

تن سُکھ سے تن دُرست

تن سُکھ جسم و جاں کو تقویت پہنچاتا ہے، نظامِ ہضم اور افعالِ جگر کی اصلاح کرتا ہے۔

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ ہے۔

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

Adarts -HTS-12/97(R)

قسط نمبر۲

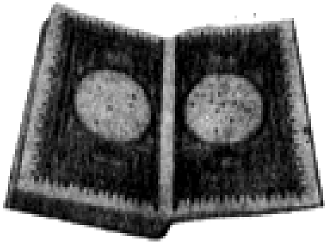

تعارف قرآن بزبان قرآن

تحریر: ابوالخیر کشفی

یہ توضیح گمراہ کن ثابت ہوسکتی ہے' کیونکہ حق زمانے کے تقاضوں کا ساتھ نہیں دیتا' بلکہ زمانے کے تقاضے اس کا ساتھ دیتے ہیں۔

کیونکہ حق صاحب حکمت بھی ہے اور صاحب تخلیق و ایجاد بھی۔ اللہ اسی لئے حق ہے اور رسول و قرآن بھی اسی مفہوم کے اعتبار سے حق ہیں حق کا مقابل لفظ ''ظن'' ہے' جس طرح اسلام و کفر اور ظن و حق کا فرق یہی تو ہے!

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

مومن میں آفاق اس لئے گم ہوتے ہیں کہ حق اسے صاحب فقر غیور بنادیتا ہے۔ حق کے سلسلہ میں قرآن نے یہ بات بھی واضح کردی ہے کہ نزل الکتب بالحق یعنی حق (وحی الٰہی) ایک خارجی شے ہے۔ محض نبی کے ذہن کی پیداوار نہیں۔ خدا اسے نازل کرتا ہے' آدمی کا علم اسے منکشف نہیں کرتا۔

حق کا استحکام وثبات اسے محفوظ رکھتا ہے اسی لئے اللہ نے اپنی کتاب کو''ذکریٰ'' اور ''تذکرہ'' کہا ہے۔

ذکر:

ترجمہ: ''اے محمدؐ! ہم تم کو یہ آیات اور حکمت بھری نصیحتیں ذکر الحکیم سناتے ہیں۔'' (آل عمران:۵۸)

ذکر اس شے کو کہتے ہیں جو ذہن میں محفوظ ہو' جو بھلائی نہ جاسکے۔ علامہ ابن مکرم صاحب تاج نے لکھا ہے کہ: جو کتاب تفاصیل دینی اور قوانین امم پر حاوی ہو وہ ذکر ہے۔ قرآن میں دین کی تفاصیل بھی ہیں اور پرانی امتوں کے قوانین بھی محفوظ ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ ان کے تذکرے بھی۔ تذکرہ کے معنی ہیں۔ یاد کرنا اور یاد دلانا۔

قرآن نے کہانی کے طور پر اپنے پڑھنے والوں کی دلچسپی کے لئے پرانی قوموں کے حالات نہیں پیش کئے ہیں' بلکہ اس لئے کہ ہم ان کے نتائج اور انجام کی روشنی میں اپنی روش حیات کا تعین کرسکیں۔ آج دنیا کے دوسرے مذاہب کی کتابیں (بالخصوص عہد نامہ عتیق و جدید) جس صورت میں ہمیں ملتی ہیں وہ افسانہ کی صورت میں ہیں' ایسے افسانے جن کی دلچسپیوں میں ہم گم ہوجائیں اور جب سطح پر ابھریں تو رہنمائی کا کوئی تابناک اور درخشاں موتی ہمارے ہاتھ میں نہ ہو۔

فسانہ و فسوں میں گم شدہ ذہن صحف سماوی اور کتاب قوانین سے بھی دلچسپی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جون ڈی یہانن نے ''ایشائی ادب'' کے ایک مجموعہ میں قرآن کریم کے انتخاب سے پہلے اس کتاب کے بارے میں لکھا ہے کہ:

''ادب کے ایک کارنامہ کی حیثیت سے یہ شدید دباؤ کے تحت ہے' کیونکہ لازمی طور پر دنیا کے دوسرے سامی مذاہب کے صحف سے اس کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔'' (ٹریژری آف ایشین لٹریچر مطبوعہ نیوامریکن لائبریری اشاعت پنجم ۱۹۹۴ص ۳۸۹)

قرآن حکیم کے اسالیب و خصوصیات کے بارے میں آپ جو کچھ جانتے ہیں اور جو کچھ اس نمبر میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس کے پیش نظر اس خیال پر تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ قرآن جہاں روح' جنت اور اللہ کے انعامات کا ذکر کرتا ہے وہاں الفاظ پر جبرئیل کی آواز بن جاتے ہیں اور جہاں احکام وہدایت دیتا ہے وہاں ہر لفظ زندگی کی طرح سنگین ہے۔ اسالیب کا یہ تنوع اس کے اعجاز کا ایک پہلو ہے۔

ذکر کے معنی عظمت اور بڑائی کے بھی ہیں۔ اس اعتبار سے بھی یہ کتاب ''جلیل الذکر'' ہے۔

جس آیت کریمہ آل عمران: ۵۸ کا اقتباس ابھی آپ نے پڑھا اس میں ''ذکر الحکیم'' کے ساتھ ساتھ ''آیات'' بھی کہا گیا ہے۔ آیت نشانی کو کہتے ہیں۔ اللہ کی نشانیاں ہماری ذات اور کائنات دونوں میں موجود ہیں۔

''ہے انفس و آفاق میں پیدا ترے آیات''

قرآن حق ہے اور اس اعتبار سے اللہ کی سب سے محکم آیت اور نشانی ہے (ویسے قرآن کے ہر جملہ یا جملہ کو آیت کہا جاتا ہے) اللہ ہمارے دائرہ ادراک سے باہر ہے:

''ہے پرے سرحد ادراک سے اپنا مسجود''

اور اس مسجود کے لئے قبلہ نمائی کے فرائض قرآن حکیم ادا کررہا ہے۔ یہ معبود کی طرف سب سے اہم اشارہ ہے۔ اس میں غور و فکر لقائے رب کا وسیلہ بنتا ہے۔

موعظت:

وہ کتاب جو بہت واضح ہو' جو قوانین کا مجموعہ ہو' جو ہدایت کی طرف رہنمائی کرتی ہو' جس کی بیان کردہ باتیں مستحکم حقائق کا درجہ رکھتی ہوں' اور جس میں ایمان والوں کے لئے بشارت ہو اس کا ایک پہلو وعظ ضرور ہوگا اور وہ کتاب موعظت کے درجہ پر ضرور فائز ہوگی۔ ہدایت اور موعظت کا رشتہ حد درجہ منطقی ہے۔ جو چیز رہنمائی کرے گی' وہ راہ کے خطروں سے بھی ڈرائے گی۔ جیسے سڑک پر خطرے کی مختلف علامتیں اور عبارتیں ملتی ہیں۔ موعظہ کے معنی ہیں ''اعمال کے اچھے برے نتائج سے باخبر کرنا'' اس طرح کہ دلوں کی کیفیت بدل جائے۔ بعض ائمہ لغت نے اس میں حکم کے پہلو کو بھی شامل کیا ہے۔ یعنی صرف خبر دینا نہیں' بلکہ حکم دینا اور (بری باتوں سے) روک دینا۔ اسی اعتبار سے قرآن نے اپنے آپ کو موعظت کہا ہے:

ترجمہ: ''یہ (قرآن) انسانوں کے لئے بیان اور اہل تقویٰ کے لئے ''ہدایت'' اور ''موعظت'' ہے۔'' (آل عمران:۱۳۸)

یعنی اس کتاب سے ایک طرف تو عام انسانوں کو دین حق کے بارے میں حقائق معلوم ہوتے ہیں اور دوسری طرف مومنوں اور متقیوں کے لئے یہ کتاب ہدایت ہے۔

ایسی ہدایت جو برے اعمال اور غلط روش کے نتائج سے آگاہ کرتی ہے اور خسران سے روکتی بھی ہے۔

علم:

ہدایت اور موعظت کے لئے لازمی ہے کہ وہ حق ہو اور حق کا تعلق علم سے ہے۔ قرآن اللہ کا علم ہے۔ اس اجمال کی تفصیل مناسب ہوگی۔ اللہ نے اسے اپنے علم سے نازل کیا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

ترجمہ: ''اللہ نے جو کتاب تم پر نازل کی ہے اس کی نسبت وہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے اپنے علم سے نازل کی ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں' اور اللہ کافی ہے گواہی کے لئے۔'' (النساء:۱۶۶)

یہ ہے قرآن کے بارے میں اس کے بھیجنے والے کا بیان' اور خطاب ہے اپنے رسول سے۔

''علم'' یقین اور حقیقت کے احاطہ و ادراک کو کہتے ہیں۔ یقین اور حقائق کی بنیاد دلیل و برہان پر ہوتی ہے حق اور علم کو محض جذبات کا سہارا نہیں لینا پڑتا بلکہ حق اپنے کو دلیل اور عقل کی بنیادوں پر منواتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ عقلی طور پر حقائق کو قبول کرنے کے بعد ہم انہیں اپنے جذبات کے پیکر میں ڈھال لیں' عقل اور دل کے درمیان اتنے فاصلے نہیں ہیں جن کا عام طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔ ایک طرف اگر مومن کی پہچان یہ بتائی گئی ہے کہ:

ترجمہ: ''اس کتاب کو سن کر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں۔'' (مائدہ:۸۳)

تو دوسری طرف اسی جماعت کے لئے کہا گیا ہے کہ وہ:

ترجمہ: ''اس کتاب پر اندھے اور بہرے ہوکر نہیں گرتے۔'' (الفرقان:۷۳)

بلکہ اسے ذہنی اور عقلی طور پر تسلیم کرتے ہیں۔

اس کتاب کی تفصیلات علم کے ستونوں پر بلند کی گئی ہیں: ''فصلنٰہ علیٰ علم'' (اعراف:۵۲)

برھان اور نور مبین:

قرآن برھان ہے اور یہ برھان بھی ایسی واضح کہ اسے ''نور مبین'' کہا گیا

ترجمہ: ''اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس برھان آچکی اور تمہاری طرف واضح نور بھیج دیا۔'' (النساء:۱۸۴)

''برھان'' روشن اور مستحکم دلیل کو کہتے ہیں۔ باطل کے پاس بودی دلیلیں تو ہوتی ہیں لیکن برہان نہیں ہوتیں۔ اسی لئے قرآن نے اپنے مخالفین سے کہا کہ:

ترجمہ: ''اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیلیں اور برھان لاؤ۔ ظاہر ہے کہ باطل کے ترکش میں برہان کا تیر کہاں سے آیا؟''

قرآن نے اپنے کو برہان کے ساتھ ساتھ نور بھی کہا ہے اور اس نور کے ساتھ ساتھ مبین کی صفت بھی آئی ہے' گویا قرآن کی دلیلیں خود بھی روشن ہیں' اور دوسری چیزوں کو بھی روشن کردیتی ہیں۔ اس طرح یہ برھان (اور کتاب) اپنا ثبوت آپ ہے۔

جو معروضات پیش کی گئی ہیں ان کی روشنی میں غور فرمایئے تو یہ حقیقت سامنے آئے گی کہ نور کا ہدایت (ھدیٰ) سے گہرا اور راست رشتہ ہے۔ جو چیز نور نہ ہو وہ سبب ہدایت نہیں ہوسکتی' کیونکہ نور اشیاء ارادوں' افراد سب کے مقام کا تعین کرتا ہے جو شئے حقیقی معنوں میں نور ہوگی وہ وسعت اور فراخی سے ہم کنار ہوگی۔ اس کا دائرہ اور احاطہ وسیع ہوگا۔ قرآن نور بھی ہے' اللہ کے احکام کے نور کا سفر بھی ہے اور سفر کی داستان بھی۔ یہ نور جو ہر دور میں وحی کے ذریعہ انسانوں کو ملا۔ اس طرح قرآن نور' حق' ہدایت' اور ان تمام صفات جن کا ذکر آچکا ہے یا آئے گا' کے ساتھ ساتھ مھیمن ہے مصدق اور مھیمن میں نہایت لطیف فرق ہے۔ قرآن نے ان دونوں صفات کو ایک ساتھ استعمال کرکے اس فرق کو اور ابھار دیا ہے۔

باقی ص۱۲ پر

اے شوق مچل' اے پاؤں ٹھر

اے دل کی تمنا خوب تڑپ

تحریر: نسیم حجازی

میں نے اپنے جسم میں ایک کپکپی محسوس کی اور میری نگاہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی جالی پر مرکوز ہوگئیں۔ اس کے بعد میں کچھ دیر کے لئے مکمل طور پر خالی الذہن تھا۔ میرے دل میں کوئی آرزو نہ تھی اور میری زبان پر کوئی دعا نہ تھی۔ وہ احساسات جن کے اظہار کے لئے میں کچھ دیر پہلے چیخوں کی ضرورت محسوس کرتا تھا' مکمل طور پر دب چکے تھے۔ میری بہترین دعائیں مستجاب ہوچکی تھیں اور عزیز ترین آرزوئیں پوری ہوچکی تھیں اور میں ایک ایسا اطمینان محسوس کر رہا تھا جس سے میری روح ناآشنا تھی۔ روضہ اطہر کی جالی مجھ سے اتنی قریب تھی کہ میں اسے چھوسکتا تھا لیکن اس دربار میں ادب کے تقاضے کچھ اور تھے۔

''ہم ایک ہموار اور بے آب وگیاہ میدان سے گزر رہے تھے۔ میرے بائیں ہاتھ بحیرہ احمر تھا اور دائیں ہاتھ پر چند میل دور پہاڑیاں دکھائی دیتی تھیں۔ کبھی کبھی یہ سڑک بحیرہ احمر کے اس قدر قریب ہوجاتی کہ ہمیں سمندر کا پانی دکھائی دینے لگتا تھا۔ جدہ سے مدینہ منورہ کوئی اڑھائی سو میل ہے۔

ہم قریباً ایک تہائی راستہ طے کرنے کے بعد سڑک کے کنارے ایک چھوٹی سی آبادی میں رک گئے۔ یہاں ایک دکان کے کشادہ چھپر کے نیچے بیٹھ کر ہم نے دوپہر کا کھانا کھایا' ظہر کی نماز پڑھی اور دوبارہ کار پر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر اور چلنے کے بعد یہ سڑک سمندر کے ساحل سے ہٹنے لگی۔ یہاں تک کہ ہم ہموار زمین سے نکل کر ان پہاڑوں میں داخل ہوچکے تھے جن کی وادیوں کا ایک سلسلہ یثرب کے ساتھ جاملتا ہے۔ بیشتر راستہ سڑک کی دونوں طرف زندگی کے آثار صرف ببول کے درختوں اور چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں تک محدود تھے لیکن اچانک کسی وادی میں ہمیں چھوٹے چھوٹے نخلستانوں کے دلکش مناظر دکھائی دینے لگتے۔

مقام بدر کے قریب ہم ایک بستی میں رکے اور وہاں عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد آگے چل پڑے۔ اب منزل مقصود ہر آن قریب آرہی تھی اور میرے دل ودماغ اور روح کی تمام حسیات سمٹ کر نگاہوں میں آچکی تھیں۔

میرے دائیں بائیں اور سامنے وہ چٹانیں' وہ پہاڑ اور وہ وادیاں تھیں جنہوں نے آفتاب نبوت کی ضیا پاشیاں دیکھی تھیں اور میرے دل میں ہر لحظہ ان کی تقدیس اور عظمت کا احساس بڑھ رہا تھا۔ آفتاب غروب ہوچکا تھا اور ہمیں مغرب کی نماز کے لئے راستے کی ایک اور بستی میں رکنا پڑا۔ کچھ دیر بعد رات کی تاریکی میں ہمیں مدینہ منورہ کے مضافات کی روشنی دکھائی دینے لگی۔ پھر ایک موڑ سے آگے ہمیں وہ مینار دکھائی دیئے جن پر بجلی کے قمقمے لگے ہوئے تھے۔ ڈرائیور نے اچانک ریڈیو بند کردیا اور صوت العرب کے ہنگامے جنہوں نے مسلسل سات گھنٹے ہمارے حال سے بے اعتنائی برتی تھی' اچانک خاموش ہوگئے۔ اس کے ساتھ ہی پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی خاتون نے پھر رونا شروع کردیا۔ دوسری عورت اسے صبر کی تلقین کرنے لگی لیکن اس کی کرب انگیز چیخوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ پھر موٹر ایک پررونق بازار میں رکی اور وہ اچانک خاموش ہوگئی۔ شاید اس لئے کہ بارگاہ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قربت کا احساس اس پر غالب آچکا تھا۔

میں نے اپنا سامان ایک مزدور کے حوالے کیا اور مدینہ کے مشہور معلم جناب حیدرالحیدری کے دفتر پہنچا۔ انہیں میری آمد کی اطلاع مل چکی تھی اور وہ اپنے چند رفقاء کے ساتھ میرا انتظار کررہے تھے۔ حیدری صاحب سے دومنٹ باتیں کیں تو قریب ہی مسجد نبوی ﷺ سے عشاء کی اذان سنائی دینے لگی۔ حیدری صاحب نے مجھے نماز کے لئے تیار ہونے کو کہا اور میں نے اپنی اچکن اتار کر ایک کرسی پر پھینک دی اور پانی کا کوزہ لے کر ایک طرف بیٹھ گیا۔ اب میری حالت ناقابل بیان تھی۔ میں سارا راستہ یہ سوچتا آیا تھا کہ جب میں مدینہ منورہ میں داخل ہوں گا تو میری ذہنی کیفیت کیا ہوگی؟ جب میں گنبد خضراء کی پہلی جھلک دیکھوں گا تو میرے تاثرات کیا ہوں گے؟ اور یہ سوالات میرے ذہن میں صرف آج ہی پیدا نہیں ہوئے تھے بلکہ شعور کے اس

دور سے جب کہ میرے دل میں پہلی بار مدینہ منورہ کی زیارت کا شوق پیدا ہوا تھا۔ میں انہی سوالوں کے جواب سوچا کرتا تھا۔

جدہ سے روانہ ہوتے وقت میرا خیال تھا کہ میں مسجد نبوی ﷺ اور گنبد خضراء کی پہلی جھلک دن کی روشنی میں دیکھ سکوں گا لیکن اب رات ہو چکی تھی۔ میں نے مسجد نبوی ﷺ کے صرف دو مینار دیکھے تھے جن پر بجلی کے قمقمے روشن تھے اور شاید قدرت کو بھی مجھ جیسے دیوانے کو اچانک ایک امتحان میں ڈالنا منظور نہ تھا۔ وضو سے فارغ ہو کر میں حیدری صاحب کے ایک رفیق شاہ دین صاحب کے ہمراہ وہاں سے نکلا۔ وہ مجھ سے بار بار یہ کہہ رہے تھے کہ جماعت کھڑی ہو چکی ہے۔ آپ جلدی چلیں اور میں ایسا محسوس کرتا تھا کہ میں میلوں دوڑ چکا ہوں اور میری ہمت جواب دے چکی ہے۔ چند قدم چلنے کے بعد میں بے خیالی کے عالم میں اپنے رہنما کے ساتھ بھاگ رہا تھا۔ مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوتے وقت میرا ذہن ان دعاؤں اور مناجاتوں سے خالی تھا جو دیار حبیب ﷺ کے تصور سے میری زبان پر آجایا کرتی تھیں۔ شاہ دین صاحب نے مجھے نمازیوں کی ایک صف میں کھڑا کر دیا لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ میں مسجد کے کس حصے میں ہوں۔ نماز کے بعد میں دیر تک بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔ جب شاہ دین صاحب میری طرف متوجہ ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا: ''گنبد خضراء کس طرف ہے؟''

انہوں نے آہستہ سے جواب دیا: ''اپنے دائیں ہاتھ دیکھو۔ تم اس آقائے مدنی کے پائے مبارک کی طرف بیٹھے ہو۔ میں تمہیں عمداً یہاں لایا تھا'' میں نے اپنے جسم میں ایک کپکپی محسوس کی اور میری نگاہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی جالی پر مرکوز ہو گئیں۔ اس کے بعد میں کچھ دیر کے لئے مکمل طور پر خالی الذہن تھا۔ میرے دل میں کوئی آرزو نہ تھی اور میری زبان پر کوئی دعا نہ تھی۔ وہ احساسات جن کے اظہار کے لئے میں کچھ دیر پہلے چیخوں کی ضرورت محسوس کرتا تھا' مکمل طور پر دب چکے تھے۔ میری بہترین دعائیں مستجاب ہو چکی تھیں اور عزیز ترین آرزوئیں پوری ہو چکی تھیں اور میں ایک ایسا اطمینان محسوس کر رہا تھا جس سے میری روح ناآشنا تھی۔ روضہ اطہر کی جالی مجھ سے اتنی قریب تھی کہ میں اسے چوسکتا تھا لیکن اس دربار میں ادب کے تقاضے کچھ اور تھے۔

اس مقام کی عظمت کا احساس میرے دل و دماغ پر چھایا ہوا تھا۔ کچھ دیر بعد میں اچانک اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور دیر تک سلام اور درود پڑھتا رہا۔ اس کے بعد شاہ دین صاحب مجھے روضہ اطہر کی دوسری جانب مسجد کے اس حصہ میں لے گئے جہاں عہد نبوی ﷺ کی ابتدائی حدود تھیں۔ زائرین اس حصے کے ہر ستون کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ مجھے جو جگہ خالی نظر آتی تھی' وہیں نفل پڑھنا شروع کر دیتا تھا۔ اچانک محراب النبی ﷺ سے ایک نمازی اٹھا اور میں آگے بڑھ کر وہاں کھڑا ہو گیا۔ نیت کے لئے ہاتھ اٹھانے لگا تو دل نے آواز دی کہ تیری پیشانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے پیچھے رہنی چاہیے اور میں ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ نفل پڑھ کر فارغ ہوا تو شاہ دین صاحب نے مجھے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سجدہ گاہ کو محراب کی چوڑائی کے اندر محفوظ کر دیا گیا ہے اور اب اگر کوئی محراب کے اندر کھڑا ہو کر بھی سجدہ کرے تو بھی اس کا سر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے آگے نہیں بڑھے گا۔

اب نفل پڑھنے کے سوا رات کو میرا کوئی پروگرام نہ تھا لیکن معلوم ہوا کہ مسجد کے دروازے بند ہونے والے ہیں۔ اچانک مجھے حیدری صاحب نظر آگئے اور میں نے ان سے روضہ اطہر پر سلام پڑھوانے کی درخواست کی۔ وہ میرے ساتھ چل دیے۔ اب لوگوں کا ہجوم قدرے کم ہو چکا تھا۔ حیدری صاحب کے لہجے میں ایک عرب کا سوز و گداز تھا۔ بعض احساسات جو ابھی تک میرے دل کی گہرائیوں میں دبے ہوئے تھے آہستہ آہستہ ابھرنے لگے۔ میں اس آقا ﷺ کے دربار میں کھڑا تھا' جس کے غلاموں کی عظمت کی داستانیں میری زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ تھیں۔ دبے ہوئے احساسات آنسو بن کر بہ نکلے لیکن جذبات کے انتہائی ہیجان میں بھی میں اس خیال سے اپنی سسکیاں ضبط کر رہا تھا کہ یہاں آواز نکالنا بے ادبی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو درود و سلام پڑھنے کے بعد میں نے باری باری سیدنا ابوبکر صدیق ؓ اور سیدنا عمر ؓ بن الخطاب کو سلام پڑھا جو اسی روضہ اطہر میں آسودۂ خواب ہیں۔ پھر مقام جبرئیل پر کھڑے ہو کر دعائیں مانگیں اور مسجد نبوی ﷺ سے باہر نکل آیا۔ میں نے مسجد نبوی ﷺ کے قریب ہی ایک خوبصورت ہوٹل قصر المدینہ میں کمرہ لے لیا اور حیدری صاحب کے دفتر سے اپنا سامان اٹھوا کر وہاں لے آیا۔ شاہ دین صاحب کچھ دیر میرے پاس بیٹھے رہے۔ یہ بزرگ لاہور کے رہنے والے ہیں اور کوئی دس سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔''

ردقادیانیت پر علماکرام کی

سہ ماہی تربیتی کلاس

- ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں گاہے بگاہے ردقادیانیت پر تیاری کے لئے فارغ التحصیل علمائے کرام کی سہ ماہی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔
- ...... 10 شوال 1422ھ سے سہ ماہی کلاس جاری کی جارہی ہے۔
- ...... جو حضرات اس میں شریک ہونا چاہیں وہ درخواستیں بھجوادیں۔
- ...... کلاس میں شرکت کے خواہش مند حضرات کا وفاق المدارس العربیہ پاکستان یا کسی مستند دینی ادارہ کا جید جدا میں سند یافتہ ہونا ضروری ہے۔
- ...... ان حضرات کو قیام وخوراک کے علاوہ آٹھ سو روپے ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے گا۔
- ...... ذوق مناظرہ اور شوق تبلیغ رکھنے والے حضرات جو امتحان میں باصلاحیت معلوم ہوں انہیں حسب ضرورت مجلس کے شعبہ تبلیغ میں خدمات کا موقع دیا جاسکتا ہے۔
- ...... جملہ خواہش مند رفقاء سادہ کاغذ پر بمعہ مکمل پتہ کے درخواست بھجوادیں اور سندات ہمراہ الف کریں۔
- ...... تعلیم 10 شوال کو شروع ہوجائے گی۔

درخواست ورابطہ کے لئے:

مرکزی ناظم اعلیٰ

(مولانا) عزیز الرحمن جالندھری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

درج ذیل منصوبوں میں تعاون فرمائیے

اندرون ملک و بیرون ملک تبلیغی مشن اور مراکز کا قیام

پوری دنیا میں معلمین کی تبلیغی سرگرمیاں اور قادیانیت کے سدِ باب کیلئے کوششیں

اندرون ملک اور بیرون ملک مدارس اور مکاتیب قرآن کا مربوط نظام۔

اندرون ملک و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں اور سیمیناروں کا اہتمام۔

اعلیٰ عدالتوں میں قادیانیت اور ردِ قادیانیت کے موضوعات پر مقدمات میں مسلمانوں کی پیروی

ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعے تبلیغی سرگرمیاں

چناب نگر ربوہ میں مساجد اور دار المبلغین کا قیام

انٹرنیٹ کے ذریعے قادیانیت کے پروپیگنڈوں کا جواب

ردِ قادیانیت، نزولِ مسیح اور دیگر اہم موضوعات پر سینکڑوں کتابوں کی تصنیف و تقسیم

ان تمام منصوبوں اور عقیدہ کے تحفظ اور قادیانیت کی ارتدادی سرگرمیوں سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے عطیات، زکوٰۃ، صدقات، فطرہ کی رقوم بھیج کر تعاون فرمائیں،

شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

حضرت سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کے لئے

مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان، فون: FAX:542277,514122

اکاؤنٹ نمبر UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان، NBL-7734, PB-310 حسین آگاہی ملتان

دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: 7780337 - 7780340

اکاؤنٹ نمبر: NBL-300487-9 ایم اے جناح روڈ برانچ، ABL-927-2 بنوری ٹاؤن برانچ کراچی

ختم نبوت سینٹر: 35-STOCKWELL GREEN LONDON. SW9. 9HZ. U.K. PHONE : 0207-737-8199